

# پھر پھر لالہ



اشتیاق احمد

سکنیل سیکنڈ فلور  
نازون ہب لاہور۔ فون 844854



شروعِ احمد کے ہم سے جو زندگانی اور نسبتِ حم آگئے والے ہے

غمود، فاروق، فرزاد

اور

ان پکھڑ بمشید بیرج

حوال تمبر 677

پچھنڈے پرلاش

اشتیاق احمد

لہو و ریا و ایت زن، میں نے دیکھا تو آمان السٹھر بھی  
صلی اللہ علیہ سلم  
صلی اللہ علیہ سلم  
صلی اللہ علیہ سلم  
صلی اللہ علیہ سلم

## حدیث نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ

حضرت مذکورؐ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ  
دین کے لیے کمزیر ہوئے اور اس وقت سے لے کر قیامت تک جو  
چیز ہوتا تھا، اس کا ذکر کیا جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے  
رکھا دیا، وہ بھول گیا۔ میرے ساتھی اس کو جانتے ہیں ان میں سے کوئی  
چیز غافور پندرہ ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو اس کو دیکھ کر مجھے  
یاد آ جاتا ہے جیسے ایک آدمی کسی آدمی کا چہرہ یاد رکھتا ہے پھر وہ غائب ہو  
جاتا ہے پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

مخلوکہ شریف۔ تحقیق علیٰ

بک پیلسن لا بیریوی،  
ٹاؤن سب لاہور فون 844854

## دو باتیں

السلام علیکم... میں نے آپ کے لیے ایک بک عجم کیا ہے...  
 سبھے اکثر قارئین کو میری تکمیلی اکثر کتابوں کی خلاش رہتی ہے... وہ اس خلاش  
 کے سلسلے میں ات جانے کیاں کیاں جاتے ہیں... آتے ہیں... پریشان ہوتے  
 ہیں... میں نے اس کا ایک حل سوچا ہے... ایسے قارئین کی پریشانوں کا مل ان  
 شاء اللہ یہ بک بک تباہ ہو گا... آپ کو کوئی بھی پرانی کتاب خرچ نہ ہو... اس کا  
 ہم مجھے لکھنے کیمیں... آپ کو کوئی کتاب فروخت کرنا ہو... مجھے خط تکمیل... اس  
 باول پیانا لوں کے ہم للہو ہیں... ان شاء اللہ ایسے بک خریدے بھی جائیں کہ اور  
 خواہیں منہ قارئین کو بھجوائے بھی جائیں گے... اس طرح میرے ان گفت ایسے  
 قارئین جو ان گفت ہوں کو کاشش کے باوجود پڑھنے میں سمجھے... پڑھنے میں  
 گے... یہ بک بک ایسے ہوں گیں کی مدد مت کرے گا... آپ اس بک بک کی  
 مدد سے بیتھنا خوش ہوں گے... یہ میں ہوں گے لور تعریف کرتے ہوڑ آئیں  
 گے... ان شاء اللہ... کامی بھایا تکمیل

اشتیاق احمد - بازار لوہاراں - جنک صدر فون 514295 - فون کا

وقت دوپہر 2 ہے 45 بجے

ان شاء اللہ فوری جواب مل گا... فوری کارروائی شروع کی جائے  
 گی... آپ آزمائ کر تو دیکھیں۔ فقط

اشتیاق احمد

نوٹ: اعانتہ ضیاء، صاحبہ متوجہ یہوں

آپ نے پہاڑیں لکھا، لہذا دو باتیں کے ذریعے آپ و جواب محمد رہا  
 ہوں... وہ تاریخ ان غلدوں، تاریخ الیہ اپی والنبایہ اور ہجرت میری میں پوری  
 صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

## ۔۔ آپ کو اس سے کیا

”بیلو ایں ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا ہوں...“

”اچھا تو پھر؟“

”میں نے نہیں... تم ایک منصوبہ ساز ہو... منصوبے

ماتے ہو... جرائم پڑھ لوگ تم سے منصوبے خریدتے ہیں۔“

”پہ ہوائی گئی دشمن نے اڑائی ہو گی۔“

”تمہیں... بھے تمہارے بارے میں ایک مستند آدی تے

ہتایا ہے... کو تو اس کا نام بھی، نادوں...“

”چل دتا و... دیکھیں تو سی... وہ کون سورہ ہے... جو بھے

اس قسم کے کاموں کا مابرہ ثابت کر کے گرفتار کرانے پر ملا ہے۔“

”نہیں! یہ بات نہیں، وہ تمہارا ایجنسٹ ہے... اس کے

ذریعے لوگ تم سے بات کرتے ہیں۔“

”اوہو... میں نہیں جانتا... ایسا کون شخص اس دنیا میں

ہے... میں نے ایسا کوئی کام آج نکل نہیں کیا۔“

”ہاہاہا... اس نے بھی ہتایا تھا۔“

”اس نے بھی ہتایا تھا... میں سمجھا نہیں۔“

وہاں ایک بہت شاندار دعوت دی جا رہی ہے... اس دعوت میں بہت  
رہے ہوئے لوگ شرکت کر رہے ہیں... وہ شخص بھی وہاں موجود ہو  
گا... جو میر اٹھا نہ گا۔

”آخیر... آخیر آپ ایسا کیوں کرنا چاہجے ہیں۔“

”تمیں اس سے کیا؟“

”جس شخص کو قتل کرنا ہے... اس سے آپ کو کیا دشمنی  
ہے۔“

”آپ کو اس سے کیا؟“

”حد ہو گئی... یعنی کہ... ہر بات میں آرام سے کہہ دیتے  
ہیں... آپ کو اس سے کیا۔“

”ہاں! آپ کو اس سے کیا۔“

”اکھنی بات ہے... یہ منصوبہ بہت سوچ کر کرنا ہو گا...  
اس کے صرف سیاٹ لاکھ روپے ہوں گا۔“

”سیاٹ لاکھ روپے... خیر... میں ادا کرنے کے لیے تین  
ہوں... تم تو اسکی کامیابی قبضتا ہو... اور منصوبہ کب ملے گا، کیسے ملے گا...  
یہ بتاؤ...“

”اس کے بعد فون پر آوازیں بہت زیادہ آہستہ ہو گئی۔“

”حد ہو گئی... تم تو بالکل عورتوں کی طرح میک اپ کر  
رہے ہو... ارے بھائی ہم بہت لیٹ ہو جائیں گے اور اگر بالبا جان

”یہ کہ میری باتیں من کر تم شروع میں انجام ہو گے...  
جیسے اس حکم کا کام تم نے زندگی میں پہلے بھی تھیں کیا... پھر جب  
میر اہم اسے بتاؤ گے تو وہ رام ہو جائے گا، لہذا تم پہلے اس کا کام من  
لو، پھر مجھ سے حصہ کرنا، اس کا نام ہے بھوٹ۔“

”اوہ... ارے تو یوں کوہا... بھوٹ سے ملے ہو تم۔“

”ملائکاں ہوں... صرف فون پر بات کی ہے میں تے تو۔“

”اچھا نہ... تم کس شخص کو قتل کرنا چاہجے ہا۔“

”یہ تو نہیں بتاؤں گا۔“

”حد ہو گئی... جب پھر میں منصوبہ کس طرح ملا سکتا ہوں۔“

”پہلے بات پوری سن لو... پھر بتانا... منصوبہ ملا سکتے ہو یا  
نہیں۔“

”اکھنی بات ہے... سنا پوری بات۔“

”میں ایک شخص کو میری بھوٹ میں قتل کرنا چاہتا ہوں...  
اور اسکے جیشید کی موجودگی میں ایسا کرنا چاہتا ہوں۔“

”کیا!!!“

”کوں کیا ہا... ذر گئے... حالانکہ تم صرف ایک منصوبہ  
ساز ہو... قتل تم خود تھیں کر دے گے... میں کروں گا... تم تو مجھے صرف  
وہ منصوبہ عاکر دے گے کہ میں اسکے جیشید کی موجودگی میں اسے قتل  
کروں لورڈہ میر اسرائیل نہ لگائے... اور ایسا میری بھوٹ میں ہو گا... یعنی

آئیں... میں وہاں موجود ہوں... وہ مجھے دیکھ کر سکرائیں اور کہیں... بہت خوب... مجھے تم سے یہ امید تھی... کار میں مجھوں... ان دونوں کو چھوڑو۔"

"نا ممکن... پسلے میں کار تک جاؤں گا..."

"بھی نہیں... پسلے میں چھوں گا... میں میرا لکھا ایک پار اور کروں۔"

"پھر تو تم ہو لیے وقت پر تیار۔" محمود ہنسا... اور باہر کی طرف چلا۔

"ان شاء اللہ! تم میں دیکھتے جاؤ۔"

"دیکھتے جاتے میں بھی کافی سیکھ لگ جائیں گے... میں بھی پہلی۔" فرزانہ سکرائی۔

فاروق نے دونوں کو جانتے دیکھا تو برا سمانتھا... پھر یک دم پاکیں باغ کی کمزی کی طرف بڑھا... اس نے کمزی کی کھوئی... باہر چلا گک لگائی اور میں گیٹ کے پاس بچ گیا... ابھی جنمود اور فرزانہ اندر سے نکلے بھی نہیں تھے، اسی وقت دروازہ کھلا اور دونوں باہر لگلے... فاروق کو کار کے پاس دیکھ کر دونوں اچھلے... پھر ان کے من بن گئے... میں اسی وقت اپنے جشید باہر نکل آئے انسیں دیکھ کر وہ دھک سے رہ گئے... وہ ماںکل ساہہ لباس میں تھے۔

"یہ... یہ کیا الباجان۔"

"سوال بعد میں... پسلے کار میں۔" وہ خوراکو لے۔

ہم سے صرف ایک منت پسلے کار تک بچ گئے... تو وہ ہمیں ساتھ لیے بغیر پسلے جائیں گے... تم جانتے ہی ہو... وہ کس قدر وقت کے پاندی ہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"بالکل جانتا ہوں... اور تم بھی جانتے ہو... انہوں نے میں تیار ہونے کے لیے پورے تمیں منت دیے ہیں اور تمیں منت میں الگی تین منت باتی ہیں... لہذا ان تین میں سے میں صرف دو منت لور صرف کروں گا... بقیہ ایک منت چھوڑ دوں گا... گازی تک جانے کے لیے۔"

"تاب ہے تم سے... یہ کہنے میں بھی تو ایک منت خرچ ہو گیا۔" فرزانہ کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ دیکھیں... دلخیں کی طرح تو فرزانہ نے میک اپ کیا ہے۔"

"فلکا... بالکل خلط... میں نے تو سرے سے میک اپ کیا ہی نہیں... ہاں زرق برق کپڑے ضرور پہنے ہیں... اس لیے کہ سردار بھائی کے ہاں آج کے دن سب لوگ زرق برق کپڑوں میں جائیں گے... یہاں تک کہ آج الباجان کو بھی ایسا لباس پہننا پڑے گا... بھی نہیں... وہاں تو پر و فیسر انکل اور خان رخمان بھی ایسے ہی لباس میں آئیں گے۔"

"دھست تیرے کی... فرزانہ تم سے بھی دو باتوں آگے ہے... ہونے میں... میں تو چلا کار کی طرف... تاکہ جب الباجان کار تک

تینوں ایک لمحہ شائع کیے بغیر کار میں بٹھے گئے... انپکٹر جشید ان سے پسلے ڈرائیور نگہ دیتے سنحال چکے تھے... دوسرا سے لمحے کار گیٹ سے تحریک طرح نکلی اور ہوا ہو گئی... ان کے پیچے عموم جشید نے جب دروازہ بند کیا... تو کار انہیں نظر نہیں آئی تھی... "ہاں! اب کو... کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"سردار جمال صاحب کی دعوت میں آج کی تاریخ میں سب لوگ ازرق برق لباس میں چاتے ہیں... لیکن آپ بالکل سادہ لباس میں نظر آ رہے ہیں... آپ کو دیکھ کر ان کامنہ بن جائے گا۔"

"ان کامنہ عن جانتے... مجھے پروافیٹ میں ہو گی... قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور حضور نبی کریم ﷺ نے مث مالا تو نیز اکیا ہے گا... میں تو کہیں کامنہ رہ جاؤں گا... میں نے پہنچ کے لیے پہلے سال والا ازرق برق لباس نکال لیا تھا... لیکن پھر جب یہ خیال آیا... تو میں نے اسے فوراً واپس رکھ دیا... اور یہ پہنچ لیا..."

"جب پھر اب وہ لباس تو آپ کے کبھی بھی کام نہیں آئے گا۔"

"میں ان شاء اللہ کل ہی اس کو خیرات کر دوں گا... اس لیے کہ آج وقت نہیں تھا... دعوت میں بہر حال وقت یہ پہنچتا ہے۔"

"جب پھر آپ نے یہ بات ہمیں کیوں نہیں بتائی۔"

"وقت جو گزر چاہتا... لیٹ ہو جاتے۔"

"خبر... آینہہ سال سردار جمالی کی دعوت میں ہم ہی سادہ لباس میں جائیں گے۔"  
"بیت خوب!"

اور پھر وہ سردار جمالی کی نقل نہیں کئی تھی کے سامنے جمع گئے... پسلے تو انہیں کار پارک کی طرف لے جانے کا اشارہ کیا گیا... وہ کار کو پارک میں لے گئے... وہاں اس کو کھڑا کرنے کے بعد میں گیٹ کی طرف آئے... سب سماں جزوی سے گیٹ میور کر کے اندر جا رہے تھے... دروازے پر موجود گمراں صرف دھوکی کار رفتہ تھے میں دیکھ رہے تھے... ہر آدمی کے ہاتھ میں اس کا ایسا کارڈ تھا... یعنی جتنے آدمیوں کو دعوت دی گئی... اتنے ہی کارڈ جاری کیے گئے تھے... تاکہ اندر واٹل ہونے میں وقت نہ شائع ہو... کارڈ بھی ایسے تھے کہ ان کی نقل تیار کرنا آسان کام نہیں تھا... اس لیے کبھی خالد آدمی کے اندر واٹل ہونے کا امکان ہی نہیں تھا.. دعوت کی تیاری سے پسلے انپکٹر جشید اور وہ تینوں ایک ضروری کام میں الجھ رہے تھے... اس لیے خان رحمن اور پروفیسر وادود کے ساتھ آئے کا پروگرام نہیں بن سکا تھا...  
وہ جب گیٹ کے نزدیک پہنچے تو اندر واٹل ہونے کا وقت ختم ہونے میں صرف لمحہ منٹ یا تینی تھا... محدود، قاروق، اور فرزانہ جب گزر گئے اور انپکٹر جشید گزرنے لگے تو گرانوں کے

منہ سے مارے جھوٹ کے لگا۔

"یہ... یہ... یہ کیا... آپ کا لیاں۔"

"اندر آکر بات کر لیں... کیوں نک گت تو آپ نہ کرنے والے ہیں۔" انپلکز جسید نے کماں اور اندر واٹل ہو کئے... مگر ان ان کی طرف پکا۔

"تمیں جتاب! آپ نہیں چاہئے۔"

"کیوں نہیں چاہئے..."

"اڑے جمیل... یہ تم... کیسے لباس میں یہاں آگئے۔" انہوں نے خان رہمان کی آواز سنی... شاید گھوڑا، فاروقی اور فرزان کو دیکھ کر گیٹ کی طرف پک آئے تھے... "جیت مہ کر دیا جائے... آنے کا وقت نہم۔"

آواز انہری۔

خواریت مہ ہو گیا۔

"بردار صاحب اعز افضل گریں گے جتاب... آپ میرے ساتھ آئیں... میں آپ کو بغلی دروازے سے ٹھال دیتا ہوں۔" مگر ان نے وہ لکھا کر کہا۔

"نہیں... میں واپس نہیں جاؤں گا... آج کی دعوت میں شرکت کروں گا اور اسی لباس میں کروں گا۔"

"سب لوگ موجود ہوں گے... سب آپ کو گھوڑیں گے۔" مگر ان نہ ہا۔

"کس کی جھال ہے... جو میرے دوست کو گھوڑے... اور ہے ہائیں... جمیل... یہ تم کیسے لباس میں آگئے۔" پردہ فسرو داؤ د کی وہ کھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہاں بیکی سفلہ درجنیش ہے... مگر ان صاحب چاہئے یہیں، یہ وہاں لوٹ جائیں... کوئی عکد یہ سادہ لباس میں آگئے ہیں۔" خان رہمان نے گھر اکر کہا۔

"حضرات! آپ کون لوگ ہیں جو دروازے پر گھرے ہیں... اس وقت تک آپ لوگوں کو اپنی سیٹوں پر ہو ناچاہیے تھا... دیکھے لیجئے... کیا آپ کے ملاوہ کوئی اور ایسا ہے... جو سیٹ پر نہیں ہے۔"

انہوں نے ان کی طرف دیکھا... بہت کھنی گھاس پر شھائی گئی تھی کر سیاں... اور ان پر تینی زرق مرق لباسوں میں انہوں بھیب، غریب لگ رہے تھے اور واقعی سب لوگ بخوبی چکے تھے سوائے ان کے۔

"آپ آپ ہائیں... سب لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ ہمیں یہاں روک لیا ہے..." انپلکز جسید نے مگر ان کی طرف دیکھا... اس کے چہرے پر گھراہت ہی گھراہت تھی۔

"م... میں کیا کوں... میں کیا کروں... باقی حضرات تو چلیں ہا... اس نے فوٹا کہا۔

"نہیں! ہم جائیں گے تو ساتھ جائیں گے... ورنہ سب

بامہر جائیں گے۔ ”پروفیسر بے لے۔  
”ہاں! کوئی وجہ تو ہو گی... کہ اسکھر جشید اس لباس میں  
آیا ہے۔ ”خان رحمان نے کہا۔  
”بالکل... بیہت بڑی وجہ ہے۔ ”

ایسے میں انہوں نے ایک لبے چڑے سے محنت مددانہ کو  
ایسی طرف آتے دیکھا... اس کے پیارے پر غصہ تھا... دیے بھی وہ  
سرخ و سفید رنگ کا تھا... شے میں اس کا رنگ اور چکنے لگا... اس  
وقت رات کے فوج رہے تھے... اور پورا لائن جنگی کے بندوں سے  
جگ جگ کر رہا تھا... جو شخص وہ نزدیک آئے... جنہیں ان ہو کر  
بے لے:

”... اسکھر جشید... یہ کیا... آپ یہاں اس لباس میں  
آئے ہیں۔ ”

”میں نے پہننے کے لیے آپ کے دا لاں تکال لیا تھا کہ  
اچانک مجھے نی کریم تھا کام طریقہ داد آکیا... آپ تھے نے بھی  
بھی ایسا لباس زہب قن نہیں فرمایا... آپ تھے نے بھی سادہ  
لباس پہتا... میں نے سوچا... اگر میرا لباس دیکھ کر سردار جنگی  
صاحب نے اسامنہ سلیا تو کوئی بات نہیں... باتی مہمانوں نے برا  
ماہابھی خبر ہے... یعنی زرق برق لباس پہننے پر اکر اللہ تعالیٰ  
دار ارض ہو گئے... ان کے رسول تھے ناراض ہو گئے تو کیا نہیں گا...  
میرے پلے کیا رہ جائے گا... میں یہ سوچ کر میں نے اس لباس کو

و اپسیں رکھ دیا اور یہ چین لیا... اب آپ کہتے ہیں تو میں واپس چلا  
جاتا ہوں... دعوت میں اگر میں شرکت کروں گا تو اسی لباس  
میں۔ ”

ان کے خاموش ہونے سے پہلے ہی وہاں سکتے طاری ہو  
چکا تھا... وہ سب ہوں کی طرح کھڑے تھے... آخر سردار جنگی کی  
آواز اکھری:

”نیس اسکھر جشید... آپ نے تو ہم سب کی آنکھیں  
کھول دیں... ان لباسوں میں ہیرے ہاں یہ آخری دعوت ہے...  
اگلے سال کارذوں پر درج ہو گا... سادہ سے سادہ لباسوں میں  
آئیں۔ ”

”کیا... کیا واقعی۔ ” وہ خوش ہو گئے۔

”ہاں! کیا واقعی... اب آئیے... چلیں۔ ”

وہ کرسیوں کی طرف ٹھل پڑے... جب تراہیک پہنچے تو  
باقی لوگوں نے بھی اسکھر جشید کو آنکھیں پھاڑ چاہ کر دیکھا... اور  
کسی تو پکارا تھے۔

”یہ... یہ کیا سردار صاحب... آپ کے یہ مہمان کے  
لباس میں آئے ہیں... جمارے درمیان کس قدر مجیب لگ رہے  
ہیں۔ ”

اسکھر جشید مسکرا تھے۔

”کیا... کیا مطلب؟“

اب پھر اپنی وضاحت کرنا پڑی... سب کے پرے  
جگ کے... پھر کمی آوازیں امیریں:

”اچھا فیصلہ ہے یہ... یہت اچھا۔“

”تو پھر ہم دعوت شروع کرتے ہیں... آج ان حضرات  
کی وجہ سے تم منٹ لیت ہو گئے۔“

”کوئی بات نہیں... کوئی بات نہیں۔“ کمی لوگ چالائے  
امیں کھانا شروع ہی ہوا تھا کہ لان میں ایک ول دوز چینی  
امیری... چینی کے ساتھ ہی کوئی مری طرح اچھا... اور کھانے کی  
میز پر اونٹھا گر گیا...“

سب لوگ پوچک کر کھڑے ہو گئے... بے تباہ آوازیں  
امیریں۔

”کیا ہوا... کیا ہوا۔“

## پھنسہ

الپنڈ جشید کے علاوہ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو  
گئے تھے... جب کہ وہ تمام محسنوں کو ہمار دیکھ رہے تھے... لیکن  
سب کے سب اسی کی طرف دیکھتے یا بڑھتے نظر آئے... آخر اپنیں  
ہمیں اس طرف چلانا پڑا...“

”ایک منٹ... آپ لوگ مجھے ایک نظر انہیں دیکھ لینے  
دیں...“ وہ بلے آوازیں ہو لے۔

اور پھر اپنیں راستا دے دیا گیا... جو نبی وہ اس شخص کے  
زندگیک پہنچے... انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ مر چکا ہے۔

”لیا یہاں محسنوں میں کوئی ڈاکٹر بھی ہیں۔“

”ہاں کیوں نہیں... میرے قبیلی ڈاکٹر شاکر یہاں موجود  
ہیں۔“

”ڈاکٹر صاحب... آپ کہاں ہیں۔“

”میں سیمیں ہوں۔“ مجھے میں سے آواز آئی۔

”آگے آکر ذرا درد دیکھ لیں... ویسے تو میرا خیال ہے... یہ

تم ہو چکے ہیں۔“

ہیں... اور بے اخ کے حصے دار...”

”تب یہ بات آپ کے لیے حد درجہ محظیاً ک ہے۔“

فاروق بول پڑا۔

”کیا مطلب؟“ سردار جمالی بدی طرح اپھلے۔

خان رحمان اور پو قیصر داؤد نے مشکل سے اپنی مسکراہیں  
روکیں... اس لیے کہ وہ ایک لاش کے پاس کھڑے تھے۔

”ہو سکتا ہے... یہ قدرتی موت مرے ہوں... شاید  
ہارت فیل ہوا ہو... کوئی اور وچہ بھی ہو سکتی ہے... لیکن زیادہ  
امکان اس بات کا ہے کہ۔“ فاروق کہتے رک گیا۔

محبود اور فرزاد نے داسامنہ ماسکرا پیغمبر جمیش کی طرف

دیکھا چیز کہہ رہے ہوں:

”آپ دیکھ رہے ہیں... آپ کی موجودگی میں فاروق بول  
رہا ہے۔“

انہوں نے ان کی نظر وہ کام مطلب سمجھ لیا... لیکن جواب  
میں مسکراویے چیز کہہ رہے ہوں۔

”مجھے فاروق کی بات بدی تھیں لگی... بولنے دوائے۔“

”آپ کہتے رک کیوں گئے جتاب...“ ایک صہان  
لئے منہ مسکرا کر لگا۔

”اوہ ہاں... ہماں میں... میں کیوں رک گیا... خیر... اب  
جلد مکمل کرتا ہوں... زیادہ تر امکان اس بات کا ہے کہ اُنہیں قتل

”مگر... نہیں۔“ سردار جمالی پوری قوت سے چلا گئے۔  
استئن میں ڈاکٹر صاحب آگئے آگئے...“

”ڈاکٹر صاحب ذرا احتیاط سے... آپ صرف بیٹھ چک  
کریں... اور کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائیں... اور ہادر ہونے کریں۔“

”آپ کون ہیں؟“ ڈاکٹر نے داسامنہ ملایا۔

”آپ اُنہیں نہیں جانتے... کمال ہے... یہ اپکیز جمیش  
ہیں۔“ خان رحمان نے منہ ملایا۔

”لوہو... اچھا... جب تو انہوں نے مجھے درست ہدایت  
دی۔“ وہ مسکرائے۔

پھر بیٹھ پر ہاتھور کھو دیا... آخر وہ ہو لے۔

”یہ صاحب مر چکے ہیں۔“

”اَللّٰهُو لاَّ الِّیْ رَاجِعُونَ۔“ اپکیز جمیش اور ان کے سب  
ساتھی ہے۔

”یہ ہیں کون۔“ کسی طرف سے آواز سنائی دی۔

”یہ... یہاں صد اتنی ہیں... میرے نزدیک ترین دوست...  
میرے کاروباری ساتھی...“ سردار جمالی نے پریشانی کے عالم میں  
گما۔

”کیا کہا آپ ہے... آپ کے کاروباری ساتھی۔“

”ہاں! میں نے اور انہوں نے یہت عرصہ پہلے شرائک  
میں کاروبار کیا تھا... آج ہم ملک میں بہت بڑے کاروبار کے مالک

کیا گیا ہے۔"

"گک... کیا... نہیں... نہیں۔"

بے تحاش آوازیں گونج اٹھیں...

"میرا بھی لکھی خیال ہے... جسکے توجیہ تو یقین ہے... انہیں  
قل کیا گیا ہے... کیا ہم متباہ آپ نے اپنے کاروباری شریک کا۔"

"بادر صدائی۔" وہ کھوئے کھوئے اندازیں لا لے۔

"کیا ان کے ساتھ ان کے گھر کا کوئی اور فرد بھی یہاں  
ہے؟"

"نہیں... یہ اپنی دلجم کو ایسی دعوتوں میں نہیں لاتے.."

"اور بیوی کو۔"

"چے ان کے ہیں ہی نہیں... ان کی کوئی اولاد نہیں  
ہے۔"

"اوہ... اوہ... " ان کے من سے اکا۔

"اگر آپ لوگ کچھ چیਜیں ہٹ جائیں تو میں اش کامعاہ  
کر سکتا ہوں... محمود... تم اکرام کو ذون کرو... سردار صاحب  
آپ دروازے پر موجود گھرانوں کو ہدایات دیں... میرے ماتحت  
آئے والے ہیں... انہیں اندر آئے دیں... دوسری بات وہ کسی کو  
بھی باہر ہرگز نہ جانے دیں۔"

"کیا مطلب؟" سماں چلائے۔

"سمانوں میں سے ایک قائل ہے۔"

"حسن حسین... آپ کیسے کہ سکتے ہیں۔"

"اہمی ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ہوت کیسے واقع ہوئی ہے..

لیکن امکان اس بات کا ہے کہ زہر سے ہوئی ہے۔"

"اڑے باپ رہے..." سردار جہانی اچھل پڑے... ان کا

رُجُف اڑ گیا۔

"بان! آپ تھیک چھے... اگر ان کی ہوت زہر سے ہوئی

ہے... تو سب سے زیادہ شک کی زد میں آپ آئیں گے... کیوں نک

کھا؟ آپ کے ہاں تیار کیا گیا ہے۔"

"نہیں... کھانا ہے اور راست کا خانہ ہو گل سے آیا ہے... اسی

اسی ہو گل کے بھر سے اندر موجود ہیں..."

"تم تینوں دو ہر آؤ۔"

اپاٹ انبوں نے ان سے کہا اور انہیں پکھہ دوڑ لے گئے۔

پھر دلی آوازیں ہو لے۔

"اس سے پہلے کہ ان کی دلجم کو اس ولنجھے کا پتا پڑے... تم

ان کے پاس جمعی جاؤ۔"

"تی اچھا... لیکن ہما۔"

"ایک منٹ۔"

وہ پکھے اور سردار جہانی کو دہاں لے آئے:

"بادر صدائی کا ہے۔"

"90 گارڈن روڈ۔"

نڑ دیکھ آگئے۔

"ہمیں ان کا چہرہ دیکھ سکا ہوں۔"

"ہاں اصرور... کیوں نہیں۔"

انہوں نے سر اٹھا کر انہیں بھی چہرہ دکھلایا... ڈاکٹر صاحب بھی کانپ کے...  
"یہ تو ایسا لگا تھا ہیسے انہیں پھر سانپ والا زہر دیا کیا

ہے... اس قدر نیلا چہرہ تو اسی سانپ کے کانے سے ہے سکتا ہے۔"  
"کیا پھر سانپ کا زہر یا زار سے مل جاتا ہے۔" ڈاکٹر جشید کے لئے میں جھرت تھی۔

"میں نہیں... لیکن پھاریوں کے پاس ہوتا ہے... اور اس کے علاوہ۔" ڈاکٹر کھتے کھتے رک گیا۔

"اس کے علاوہ کیا؟"

"اس کے علاوہ... یہ زہر سینکروں کے پاس بھی تو ہوتا ہے... کوئی دامانے کا سماں کر کے ان سے خریدا جاسکتا ہے..."  
"ہوں... لیکن کھانا را دراست ہوئی سے آیا تھا۔"  
اپکل جشید نے کہا۔

"محافِ سینکرنے کا جناب... کھانا تو ابھی شروع ہی نہیں ہوا تھا..." ایک مسان نے کہا۔

"اوہ ہاں واقعی... لیکن ہم نے اب تک یہ خیال کیا ہے کہ میز پر رکھی کھانے کی چیزوں میں سے شاید کوئی چیز اٹھا کر انہوں

"اٹھیں بہار جانا ہے... مگر انہوں کو متائیں۔"

"اچھا... لیکن یہ کیا ہو رہا ہے... میں بہت پریشان ہوں۔"

"آپ کی پریشانی جا ہے... لیکن ابھی ہمیں کوئی اندازہ نہیں... ابھی تو ہم اندر آئے ہی تھے کہ یادا قند ہو گیا۔"

"اللہ اپنا حرم فرمائے۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔" وہ ان تینوں کو درود اذے کی طرف لے پلے... پھر انہیں باہر نکلا کر مگر انہوں سے ہے۔

"اپکل جشید کے ماتحت آئے والے ہیں... انہیں اندر آئے دیں... اور باہر کوئی نہ جائے۔"

"لیں سر... لیکن سر... یہ کیا ہوا؟"  
"ابھی بھی بھی نہیں معلوم۔" انہوں نے کہا اور مہمانوں کی طرف پل پڑے۔

اپکل جشید اپ لاش کی نڑ دیکھ آئے... انہوں نے پلے تو اچھی طرح اس کا اور آس پاس کی چیزوں کا جائزہ لیا... پھر زندگی سے ان کا سر اٹھا کر چہرہ دیکھنے کی کوشش کی...  
وہ سکتے میں آگئے... پھر... بالکل نیا ہو چکا تھا...  
"موت زہر سے ہوئی ہے... کوئی بہت جیزا اثر زہر تھا...  
پورا چہرہ نیلا ہو گیا ہے۔"

"اوہ ہو اچھا۔" ڈاکٹر شاکر کی آواز سنائی دی... پھر وہ

نے من میں ڈال لی ہو۔ ”  
 ”ایسا بھی نہیں ہوا۔ ”اس سماں نے کہا۔  
 ”کیا مطلب۔ ”انپر چشید نے چڑک کر ان کی طرف  
 دیکھا۔  
 ”انہوں نے میر سے اخاکر کوئی چیز نہیں کھائی تھی۔ ”  
 ”آپ یہ کیسے کہ سکتے ہیں اور آپ کون ہیں۔ ”  
 ”میں بھی سردار صاحب کا ایک دوست ہوں... اور ظاہر  
 ہے... اس دعوت میں ان کے دوست ہی آئے ہوئے ہیں... ”  
 ”ہاں ایسے تمہیک ہے... لیکن آپ نے بتایا تھیں... آپ  
 یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ ”

”اس طرح کہ میں ان کے بالکل سامنے اسی میر پر بینھا  
 تھا۔ ”

”اوہ... اوہ... آپ کا نام۔ ”

”ول شاد عان۔ ” وہ وو۔ ”

”گویا آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے میر سے  
 کھانے کی کوئی پیر اخاکر نہیں کھائی۔ ”

”تی نہیں... بالکل نہیں۔ ”

”اور پانی... ”

”پانی بھی نہیں پتا... پانی کے گاہس میزوں پر یوں بھی خالی  
 رکھے ہیں... جھوٹ میں پانی ہے... اس میزو کا جگ پورا ہھر ابوا ہے

آپ دیکھ سکتے ہیں۔ ”ول شاد نے جلدی جلدی کہا۔  
 ”ہاں اس کا مطلب ہے... انہوں نے نہ کوئی چیز کھائی تھی  
 پی... اب سوال یہ ہے کہ انہیں زہر کیسے دیا گیا... ”انپر چشید نے کہا  
 ”یہ جاننا آپ کا کام ہے۔ ”ول شاد بولا۔  
 ”بھی ہاں بالکل... اور ہم ان شاء اللہ جان لیں گے... ”  
 انپر چشید سکرائے۔  
 پھر اکرام اپنے ماقبلوں کے ساتھ دہاں پہنچ گیا... سب  
 لوگ اس دوران ہوں گی مدرس یعنی رہے تھے... کسی نے کھانے کی  
 چیز دس کی طرف آنکھ اخاکر بھی نہیں دیکھا تھا، ان حالات میں کوئی  
 کیسے کھا سکتا تھا... ”  
 ”اف مالک... یہ کیسے ہوا۔ ”اکرام کا نبض کیا۔  
 ”اہمی پہنچ نہیں کھا جا سکے اکرام... پسے اس حالت میں  
 تصادیر لے لو... تمہارے انتقال میں میں نے لاش کو ہٹالیا نہیں پہلو  
 بھی نہیں بدالا... صرف سردار اس اخاکر پر ہھر دیکھا تھا... پھر بالکل  
 نیلا ہو چکا ہے۔ ”  
 ”مزہر؟ ”اکرام نے کہا۔  
 ”ہاں اس کے سوا کیا کھا جا سکتا ہے۔ ”

لاش کی تصادیر لی گئیں... پھر لاش کو میر سے اخاکر  
 گھاس پر لٹایا گیا... ایسے میں انپر چشید نے لاش کی مٹھی میں ولی  
 ایک چیز دیکھی... ان کا اور پر کا سائب اپر اور نیچے کا یعنی رہ گیا۔

”پا نہیں... کہ دیجئے گا... مگر اگر سافی سے تعلق  
ہے جہاڑا۔“

”اوہوا چھل۔“ اس کے حرد سے مارے جمیت کے لئے۔  
پھر اس نے جاتے میں دیور پر کالی... بیٹھ دی وہ واپس آیا  
اور بولا۔

”آئے جتاب اسیں آپ کو ذرا سچ روم میں محادثہ  
ہوں... وہ انہی آتی ہیں۔“  
”اچھی بات ہے۔“

مازام اُسیں ذرا سچ روم میں پہنچا کر جلا کیا... انہوں  
نے دیکھا.. ذرا سچ روم کی ہر چیز صدور میں چیختی تھی... دفعہ اردوں  
پر بڑے بڑے فریبیوں والی تصادیر کی ہلی تھیں... یہ تصادیر تمام  
کی تمام ہار یعنی شخصیات کی تھیں... ایسے لوگوں کی جنہوں نے  
بڑے بڑے کارنائے انجام دیے تھے... مثلاً ان میں نبی سلطان کی  
تصویر تھی... جس نے انگریزوں کے چھکے پھردا دیے تھے... اس  
حتم کے دوسرا سے بجا اردوں کی تصادیر بھی تھیں...  
وہ ان تصادیر میں خرق تھے کہ قدموں کی آواز سنائی

دی... نظریں اٹھائیں تو ایک تیس سال کی عمر کے قریب عورت  
انہر دا غسل ہو رہی تھیں... وہ انہوں کر کھڑے ہو گئے...“

”تعریف رکھئے... میں یہ جان کر جمیت زدہ رہ گئی کہ  
ان پکڑ جمیشید کے پیے میرے گھر آئے ہیں... آپ لوگوں کا کسی کے

## → ... پھر لاش

محمود نے لکھنی کا ہن دبایا، کوئی تھی کے اندر دور کسیں لکھنی  
مجی... کوئی تھی کافی بڑی اور خوب صورت تھی، دیواروں پر پھول  
دار درختوں کی شاخیں لمبارہ تھیں... دو منت بعد ایک ملازم  
نے دروازہ سکھو لا :

”می فرمائیے...“

”یہ باد سہاری کی کوئی تھی ہے نا۔“

”تی... بالکل۔“ ملازم نے کہا۔

”ہمیں فتحم صاحب سے ملتا ہے...“

”کیوں... میر ام طلب ہے... کیوں ملتا ہے... کوئی چندہ  
وندہ جمع کر رہے ہیں کیا۔“

”جی نہیں... اللہ کی مریانی سے ہم لوگ تو چندہ دینے  
والوں میں سے ہیں۔“

”کیا تاؤں جا کر۔“

”انہیں بتائیں... محمود، فاروق اور فرزانہ آتے ہیں۔“

”کیا وہ آپ کو جانتی ہیں۔“

گر میں آتا پر بیان کرنے محسوس ہوتا ہے... کیا خیال ہے آپ کا۔ ”  
”جی ہاں ای تو ہے۔“

”تو پھر جلدی سے متادیں... آپ کس لئے آئے ہیں...  
میں گھبراہت محسوس کر رہی ہوں۔“

”باید صفائی کہاں ہیں؟“

”تو کیا آپ ان سے ملے کے لیے آئے ہیں۔“

”نہیں... ملنا تو نہیں آپ سے تھا... چشم ذرا مر باñی فرم  
کر متادیں... وہ کہاں ہیں۔“

”آج سردار بھائی کے ہاں سالانہ دعوت ہے... سردار  
بھائی ان کے قریبی دوست ہی نہیں، کاروباری ساتھی بھی ہیں...  
لذادوہ اس دعوت میں گئے ہیں۔“

”بہت خوب اجپ وہ بیان سے گئے ہے... تو کیا اس  
وقت خوش و خرم تھے۔“

”جی... جی ہاں باٹکل۔ لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے  
ہیں۔“ آنسو نے چونکر کہا۔

”آپ کا ہام۔“

”عبدہ خاٹم۔“ اس نے بتایا۔

”شکریہ... شکریہ... ان کا اور سردار بھائی کا آپس میں  
کوئی کاروباری بھگڑا تو نہیں ہے۔“

”آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں... ان کے درمیان بھی

کوئی بھگڑا نہیں ہوا۔“ آنسو نے اسامنے ٹاکر کھلا۔

”کیا ان کا کوئی دشمن ہے؟“

”بات کیا ہے... آپ بہت عجیب بھیب سوالات کر رہے  
ہیں۔“

”آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“

وہ سوچ میں ڈوب گئیں... پھر ہلکیں۔

”ان کا ایک دشمن ہے تو سکی۔“

”کیا مطلب... کون ہے وہ۔“

”یہ تو میں نہیں جانتی... وہ کون ہے... لیکن اکثر وہ  
انہیں فون پر دھمکیاں دیتا ہے... آنسو نے پولیس اشیائیں اس  
کے خلاف روپورٹ بھی درج کرائی تھی اور نئی فون ایجنسی سے ہی  
راہیط کیا تھا...“

”تب پھر اس کا کیا نتیجہ تھا؟“

”کوئی نہیں، اس کا سر اغ نہیں لگا... نہ پولیس لگا سکی...  
ن فون والے... دراصل وہ کسی پیلک فون ہو تھے سے فون کر تاہم  
ہے۔“

”وہ فون پر کیا لکھتا ہے۔“

”بس یہ کہ میں تمہیں بیان سے مارا؟ الوں گا۔“

”اوہ نہیں۔“ محمود نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

”کیوں... کیا بات ہے۔“

”میں آپ نے کبھی اس کی آواز سنی ہے...“  
 ”ہاں! کبھی بار... کیوں نکل جب وہ فون کرتا ہے اور وہ مگر  
 میں ادھر اور ہر ہوں تو میں ریسیور اخراجی ہوں... اس طرح میں  
 کبھی بار اس کی آواز سن سکتی ہوں۔“

”اگر آپ اس آواز کو کسی سنسک تو پہچان لیں گی۔“  
 ”ہاں! کیوں نہیں۔“

”میں اس نے دروازے کی سختی میں... انسوں نے چک  
 کر ان کی طرف دیکھا... پھر وہ لیں۔“

”تمہاری جان آئے ہیں... ایک منٹ میں ابھی آتی ہوں۔“

”تمہاری جان... کیا مطلب...“

”میرے پھرستے تھے... یہ سختی جانے کا انداز ان کا  
 ہے۔“

”لوہ اچھا۔“ محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔  
 ”وہ چلی گئی تو قاروق نے کہا۔

”جیسیں کیا ہوا۔“

”ذرا سوچو... بارہ صد افانی کی کوئی اولاد نہیں ہے... اب  
 ساری دولت کی مالک ان کی بیوی ہے... تو کیا بہن کی ساری دولت  
 پر اس کا بھائی بیش نہیں کرے گا۔“

”اوہ... اوہ... اوہ۔“ ان کے مذہب سے ایک ساتھ گلا۔

”اور یہ دیکھو... یہ تمام تصادیر ایسے نامور لوگوں کی

ہیں... جنوں نے دشمنوں کے دانت کھنے کر دیے...“

”یہ کیا بات ہوئی... یہ تصادیر تو بارہ صد افانی کے گھر میں  
 گئی ہوئی ہیں... نہ کہ اس خاتون کے گھر میں۔“

”اس خاتون کا بھائی... یہاں اپنی مرخصی ضرور چلاتا  
 ہو گا۔“

”میں اس دلت قد مولی کی آواز اہم بری... وہ حورت ایک  
 نوجوان کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔“

”یہ ہیں وہ حضرات۔“

”آپ کس سلطے میں آئے ہیں۔“

”تھیش کے سلطے میں۔“

”کیسی تھیش... کیا بھائی جان کو دھمکیاں دینے والا معاملہ  
 آپ تھے کیا ہے؟“

”جیسیں... ہم تھک ایک دوسرا معاملہ پہنچا ہے۔“

”دوسرے معاملے... کیا مطلب؟“ اس نے چونکہ گر کما۔

”آپ آج وہاں دعوت میں ٹھیں گے۔“ فرزان نے  
 پوچھا۔

”آپ کا مطلب ہے... سردار بھائی کے پاں... وہ بھائی  
 جان کے دوست ہیں... میرے نہیں...“ اس نے اسماں سایا۔

”آپ کا نام جتاب؟“

”میرا نام عابد میرا ہے... اور یہ عابد ہے ہیں۔“ اس نے

تعارف کر لیا۔

"ہم آپ کو ایک بہت افسوس ناک اور غمگین خبر سنانے کی معاافی چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب... افسوس ناک اور غمگین خبر...?" دونوں ایک ساتھ ہو لے۔

"ہاں! احمد دریے افسوس ناک اور غمگین خبر۔"

"بھلدی تائیں... کیا بات ہے...?"

"بیله! صدائی کو سردار بھائی کی دعوت میں زہر دے دیا گیا ہے۔"

"کیا!!!" دونوں پچھے۔

ان تینوں کو ہست جھرت ہوئی... کوئی نگری یہ تجھیں تکلیف دہ چھیں ہر کڑ جیسی جیسی... ان تینوں سے تو خوش ٹپک رہی تھی... تاہم ظاہر میں وہ خوش نظر نہیں آرہے تھے... ان کے چہروں سے تم پیکتا و کھاتا دے رہا تھا...

"آپ نے یہ نہیں پوچھا... وہ حق کے ہیں... یاد نیا سے رہست ہو گئے ہیں..."

"لوہ... اوہ... ہاں! داقی... وہ ج تو گئے تا۔" عابدہ نے فوراً کہا... یہ کہت وقت وہ غلر مند سا ہو گیا۔ عابدہ بھی غلر غلر ان کی طرف دیکھنے لگی۔

"آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ...، فرزانہ رک گئی.."

انہوں نے صاف دیکھا... ان کے دیگر از گئے... مگر یہہ صدائی کے بچ جانے کی خبر ان کے لیے دھشت ناک تھی "آپ پھر رک گئے۔" عابدہ نے مشکل سے کہا۔

"آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ وہ مر پچھے ہیں۔"

"نہیں... وہ مارے خوشی کے چلاے۔ پھر اچانک انہیں محسوس ہوا... کہ یہ انہوں نے کیا ظاہر کر دیا... اسیں تو صدر ظاہر کر رہ تھا... لہذا انہوں کے چہروں پر غم نظر آئے لگا... لیکن آنسوؤں کا دودھ دور بھانت تھا... اکر انہیں داقی صدر ہوتا تو دو چار آنسو تو شروع آ جاتے... ایسے میں عابدہ نے جھلا کر کہا۔

"آپ نے کیا بدل کہا... نہیں یہ من کر خوشی ہو گی... اپنے قریبی مزین کی سوت کی خبر سن کر کوئی بھلا خوش بھی ہوتا ہے..."

"ہاں! اب اس دنیا میں ایسا عام ہوتا ہے۔" "محروم نے دکھ بھرے لپٹھ میں کہا۔

"چھو عابد... نہیں دہاں جانا ہے..."

اب ہم پڑتے ہیں۔"

انہوں نے کوئی بجا بنا دیا... وہ انہوں کر بارہ نکل آئے۔

"یہی باہم صدائی کے قاتل ہیں... یہ کام انہوں نے کراچے نے حاصل سے کرایا ہے... اب بیانہ صدائی کی ساری دوامت

کے مالک ہیں... اور حاصل ٹھوڑے عابد کی تو یہیں ہو جائے گی...  
اصل مالک تواب وہ ہو گا سارے کار و بار کا۔ ”  
”اس میں تک خیس، ان کے چہروں سے یہی ظاہر ہو رہا  
تھا... پھر اب کیا پروگرام ہے۔“

”سردار بھائی کے ہاں جانے کی فی الحال کوئی ضرورت  
نہیں... اس لیے کہ دہاں تواب مددوں کی کارروائی ہو گی اور اس  
کارروائی کے لیے دہاں بیاجان موجود ہیں... لہذا تم ذرا ایک پھر  
ہو ٹھل کا خان کا لگاتے ہیں۔“

”اس لیے کہ لہذا وہاں سے آیا تھا۔“ فاروق نے کہا۔  
”بلاکل۔“ فرزانہ فوراً ہوئی۔

”بھی کوئی اعتراض نہیں، لیکن اس وقت دلچسپی سردار  
صاحب کی کوئی غمی میں چاہنے میں محسوس ہوتی ہے، کیونکہ وہاں  
قاںٹ م موجود ہے۔“

”یعنی ہم ہو ٹھل کا خان سے ہو کرو یہیں چاہیں گے...  
اور دہاں لوگ اتنی جلدی قادرخیس ہو جائیں گے۔“ فاروق نے  
منٹھلایا۔

”تو اس میں اس قدر رامز مانے کی بھیجا ضرورت ہے۔“

”تو پھر محمود... فاروق کا کتنا من مانے کی ضرورت  
ہے... تم اسے نہادو... تاکہ نہ اتنا ہی بر امن مانے۔“ فرزانہ  
نے شریرو انداز میں کہا۔

”خدا کا مکر ہے...“ فاروق نے پر سکون انداز میں کہا۔  
”یہ تم نے کس بات میں خدا کا مکر ادا کیا۔“ محمود کے  
لبنج میں حرمت تھی۔

”یوں تو ہر حال میں خدا کا مکر جانا چاہیے... لیکن اس  
وقت میں نے اس بات پر ادا کیا کہ آن تھاں کی بات میں نے نہیں  
تم نے شروع کی... کم از کم تم مجھے الہام نہیں دے سکتے۔“

”تمہرے سے تم سے...“ فرزانہ جل کی۔

”لو سنو محمود... بھجو سے تو ہے بھی ہوتے گی... تمہاری  
دیر بعد رے کے کی... تم سے کون مخفوارے... پھر کے کی... صد  
ہو گئی... ہے کوئی تک اس بات کی۔“

”اب یہ سے چاری کما کے گی... جو اسے کہتا تھا... وہ تم  
نے خود کہ دیا۔“ محمود بندے چار گی کے عالم میں ڈالا۔

فاروق مکرا ادا ہو... فرزانہ من سا کر رہ گئی... اور پھر وہ  
ہو ٹھل میں دا ٹھل ہوئے... اس ہو ٹھل میں وہ پہلے بھی ٹھیں آئے  
تھے... لفڑا سید تھے کاؤٹر پر پہنچے... اپنے کارڈوں کی کارڈ کا محمود نے کہا۔  
”کیس ہو ٹھل کے پھر سے ملنا ہے۔“

”وہ تو اس وقت سردار بھائی کی کوئی غمی میں ہیں... بتائی  
صاحب نے اپنے وہ سنتوں کو دعوت دی ہوئی ہے... اور وہاں  
دعوت کا انتظام تھیج صاحب کے ذمے ہے... ان کے ساتھ یہ ت  
ساعٹل بھی ہے...“

"کھانا بہاں تیار کیا تھا وہیں۔"

"میں... دیں... کوئی مغلی کے عقب میں ایک میدان ہے۔  
اس میدان پر قاتمیں لگائی گئی ہیں... کھانا بہاں تیار کرایا گیا ہے...  
غیر صاحب تو آپ کو دہاں ملیں گے... دیے کوئی خدمت ہو تو  
تاہیں۔"

"میں ٹھکریں... ہم وہیں ان سے مل لیں گے۔"

یہ کہ کروہا ہر آگے... قادر وقق لے بر اسامنہ ملیا۔

"میرا خیال ہے... تم غلط رخ سے سچ رخ ہے ہیں۔"  
فرزاد کی آواز سنائی ودی۔

"تسارے علاوہ درست رخ سے سچ بھی کون سکتا  
ہے۔" قادر وقق پتہ ہے والا۔

"بھنسی پسلے من تو لو... دو بات کس رخ سے کرنا چاہتی  
ہے۔" محمود نے اسے ٹھورا۔

"وہ تو بجوری ہے... سنا پڑے گی بات تو... چلو سنا دو۔  
کون سارن غلط ہے... اور ہمیں کس رخ سے غور کرنا چاہیے۔"  
 قادر وقق نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"اویکھو محمود... ابھی یہ خدا کا ٹھکرا اور رہا تھا۔"  
میں نے کب کہا کہ میں کمر رہا تھا۔

"تھد ہو گئی... توبہ ہے تم سے..." فرزاد جل گئی۔  
میں پسلے علی تاچ کا ہوں... کہ تم اب یہ کوئی... دیکھ

او... پھر بھی تم بہار نہیں آئیں۔"

"اوہو... وہ رخ نہ رہ جائے... فرزاد کے ذہن سے کل  
جائے گا۔" محمود نے گویا خبر، ارکیا۔

"نہ... نہیں... فرزاد نہ خدا کے لیے... اس کو لفڑتے  
دیکھا۔"

"کل... کے۔" فرزاد ٹھہر اگئی۔

"صد ہو گئی... اربے بھسی... ای درست رخ کو۔"

"وہست تمہرے کی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ  
مارا۔

"سنو... ہو ٹھل دالوں نے تو صرف کھانا تیار کر لیا ہے...  
سر دل نے کھانا میز دل پر سجا لیا ہے... اب زبر تو صرف بادھ مددانی  
کے کھانے میں ملا جائے تھا... لذای کام ہو ٹھل دالے نہیں کر  
سکتے۔"

"کیوں... کیوں نہیں کر سکتے۔" قادر وقق والا۔

"اس لیے کہ احسن کیا پتا... کون سے مرتیں کس میز پر  
رکھے جائیں گے۔" فرزاد پر زور بچے میں ڈالی۔

"جب پھر ایک بھرے کی ذیولی لگائی گئی تھی... کہ بند  
حمدانی کی میز پر کھانا تم اکاؤ گئے اور اس میں زبر طاؤ گئے۔" محمود  
نے سر ہلایا۔

"یہ بات بھی دل کو نہیں لگتی... ایک ایک نیز پر پانچ پانچ

سے خاص طور پر بات چیز کرنا ہوگی... چھو جلدی کرو۔”  
وہ کوئی میں داخل ہوئے تو اش وہاں سے لے جائی  
چاہی تھی... شاید پوسٹ مارٹم کے لیے... اندر ان سپلائر جیسیہ ہو  
اکرام بہت صروف نظر آئے... اور دونوں کے چہروں پر ہے  
تحاشہ جوش بھی تھا۔

”شاید آپ نے کوئی خاص بات معلوم کر لی... یا آپ کو  
کوئی خاص پیچہ نہیں۔“  
”ہاں اودھ آؤ... دکھاتے ہیں۔“  
انہوں نے پر اسرار انداز میں کہا۔

بسا، بسا

آؤں چھٹے ہیں... اس طرح تو ان پارچے میں سے کوئی بھی مر سکتا ہے  
یا کوئی اور بھی مر سکتا تھا۔“

”فرزان ٹھیک کہہ رہی ہے۔“ محمود نے پریشان ہوا  
کہ۔

”وہ تو میں پسلے ہیں جاتا ہوں... اور میں نے پسلے ہی  
دیا تھا کہ اس کے علاوہ درست رنگ سے کون سوچ سکتا ہے  
 قادر و ق شوخ انداز میں مکر لیا۔“

”فرزان... تجھے تم سے پوری طرح اتفاق ہے... ذہر کے  
اور طرح سے ملایا گیا ہے... جو غل کے تجھے یا ہر دل سے  
گمراہے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔“ محمود نے اس کا ساتھ دیا۔  
”تن نہیں... تو محمود... میراں سے سر گمراہے کا  
کوئی دکرام نہیں۔“ فرزان نے جیراں ہبہ گردبھوہ بولا کر کہا۔

”تب پھر... آخر... ذہر کس طرح ملایا گیا۔“

”ہابیا... میز پر چار میں سے ایک نے...“ قادر و ق پڑا۔

”بالکل ٹھیک...“ محمود پکارا۔

”پلو ٹھکر ہے... اب تم نے میری سوچ کے درست رنگ  
ہو سنکھی خود تائید کر دی۔“

”اور ان میں سے ایک کا ہام داشاد ہے... اس نے تو کوئی  
بات بھی کی تھی...“

”ہاں... نہیں اس سے اور اس میز پر یہ تھے تین اور مھماںوں

## → ... وہ کون ہے

وہ انسیں ایک طرف لے آئے... وہ جیز ایک کافنڈ میں  
لپٹا ہوئی تھی... کافنڈ بٹالیا گیا... انہوں نے دیکھا... اس میں تھی  
کی ایک شیشی تھی... زہر کی شیشی۔

"کیا... کیا مطلب... کیا اس نے خود کشی کی ہے۔"

"اس کے دوسرے با تھد میں ایک خدا بھی ملا ہے... بھت  
محض ساخت... اس پر سرف انداز کھا ہے... میں خود کشی کی کر رہا  
ہوں۔"

"اوہ... اوہ... کیا آپ نے اس کی تحریر سے کافنڈ کی تحریر  
ٹاکر دیکھ لی ہے۔"

"ہاں! تحریر اس کے ہاتھ کی ہے۔"

جب پھر اس میں کیا ٹک رو جائائے۔"

"ہاں انھیک ہے... جنک نہیں رو جاتا... لیکن... ایسیک  
بھیشید کرنے کے رک گئے۔"

لیکن کیا باجان... آپ کے اس لیکن نے قاروں کو پریشان  
کر دے رکھ دیا ہے۔ "فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"پریشان ہوتا ہے میرا جو تا۔" "قاروں فوراً بولا۔"  
"آپ نے کیا باجان... میری کتنی نسل اتنا ری جاری  
ہے۔" فرزانہ نے ہنس کر کہا۔

"بھسی میں اس وقت بہت بخوبی ہوں۔"

"اوہ اچھا... آپ نے پسلے کیوں نہیں بتایا۔"

"بھیشید... یہ کیا کمر پھر ہو رہی ہے۔" انہوں نے  
پروفیسر داؤڈ کی آواز سنی۔

"یہ ذرا چاہوئی قسم کی کمر پھر ہے... آپ بھی شریک  
ہو جائیں اس میں۔" ایسیک بھیشید سکراتے۔

"کویا آپ انہیں کمر پھر کی دعوت دے رہے ہیں..."  
قاروں بڑھا۔

"دعوت بھی دی تو کس چیز کی۔" پروفیسر داؤڈ نے اس  
مذہبیاں۔

"پروفیسر صاحب... شکر کریں... دعوت تو دی... مجھے  
تو یہ بھی نہیں ملی۔"

"نہیں نہیں انکل... آپ کو بھی دعوت ہے۔"

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا... بے شک مختول کے ہاتھ میں  
زہر کی شیشی تھی اور دوسرے میں کافنڈ... جس پر لکھا ہے... میں  
خود کشی کر رہا ہوں... لیکن..."

"بھر دیں لیکن... جائے کب یچھا پھوٹے گا اس لیکن

سے۔ ”قاروق نے منہ سایا۔  
”لیکن... آخر... اس نے خود کشی کے لیے کیا جگہ کیوں  
چھی۔ ”  
”یہ بات تو وہی ہاصل تھا... لیکن یہ چارہ بتانے کے قابل  
نہیں رہا۔ ”

”اور میراد گوئی ہے... یہ گل کی واردات ہے۔ ” اپنے  
بیشیدہ نے ٹھہر سے ہوئے ہے میں کہا۔  
”اگر یہ آپ کا دعویٰ ہے... تب ہم دم نہیں مار سکتے...  
کیونکہ آپ کے دعوے کو مانا ہی پڑے گا... یہ دعویٰ بلا وجوہ نہیں  
ہے... یوں لیکن آپ ایسے دعوے کرنے کے ماہر ہیں۔ فداہم  
جواب میں کوئی دعویٰ نہیں کر سکے۔ ” قاروق نے جلدی جلدی  
کہا۔

”حد ہو گئی... کیا، خوبی، دعویٰ اکاہ کی ہے۔ ” گھوڑ جل  
گیا۔

”لیکن یا بجان... آخر یہ تکے ہوا... فرض کیا... ٹھائی  
تے زہر اس کے کھانے میں پسلے ہی ملا دیا تھا... جو خوبی اس نے زہر  
آکوں لقتہ منہ میں رکھا... اس نے زہر کی شیشی اس کے پا تھوڑے میں  
تحماوی اور دلی آواز میں اس سے کہا... بادھ ساحب... یہ دیکھیں یہ  
کیا ہے... بادھ صدھانی نے شیشی پکڑ لی۔ ساتھ ہی اس کے دوسرا ہے  
پا تھوڑے میں کانند کی پت تھماوی... اور میں اس لمحے وہ میر پر

اوہم ہے منہ گر پڑا۔ جب تو پھر... اس کی میر پر بیٹھے ہوئے چار میں  
سے کوئی ایک قاتل ہے۔ ”فرزان پر جوش انہاڑیں ہل اٹھی۔  
”ہاں امیں تو یہی خیال کرتا ہوں۔ ”  
”اور یا بجان! یہ خیال میں ان تھیوں پر پہنچے ہی ظاہر کر چکی  
ہوں۔ ”

”بہت خوب! یہ ہوئی نیات... اکرام... تم ان چاروں کو  
بلاؤ اڈ... انشاد خان کے ساتھ باقی تھن کون تھے... یہ خود دشاد بتا  
دے گا۔ ”

”جی اچھا۔ ” اکرام نے کہا اور صہافوں کی طرف پڑا گیا۔  
ہر ان اب بھی ہوں گی طرح بیٹھے تھے۔ جلدیں وہ ان چار آدمیوں کو  
ساتھ لے ان کے زرو یک آکیا، ان میں سے ایک دل شاد تھا۔  
”آپ کا ہام تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے... انشاد خان...  
آپ تھیوں اپنا تعارف کرائیں۔ ”

”لیکن یوں جناب! کیا آپ ہم پر ٹکر رہے ہیں۔ ”  
ان میں سے ایک لے ہو کھلا کر کہا۔

”جی ہاں ایک بات ہے۔ ” وہ سکرائے۔

”آپ نے تو یہ بات بہت آسانی سے کہ دی... لیکن...  
ہم پر یہ سن کر کیا گزری، اس کا آپ کو کیا احساس۔ ” دوسرے ہوا۔

”لیکن جناب! ہمیں تفتیش کر رہا ہے... یہاں ایک عدد گل  
ہوا ہے۔ ”

”اوہاں... یہ ہے... خر... آپ کیا کام کرتے ہیں۔“  
 ”تاجر ہوں... اس شر کے بڑے تاجر ہوں میں میر احمد  
 ہوتا ہے۔“

”اوہ اچھا... آپ مریانی فرمائ کر اپنا پا لکھوادیں۔“ یہ کہتے  
 ہوئے انہوں نے محمود کو اشارہ کیا۔ اس نے فوراً انہوں کے نکال  
 لی۔

”میں اچھا... لکھ لیں 136 خالد آباد۔“

”مگر یہ! آپ کا نام۔“ وہ درستے سے ہے۔

”میں احسان الحمد ہوں۔“

”آپ نے انہیں شیشی منڈ میں اللہ دیکھا۔“

”نیس... بالکل نیس... میں اس وقت دلشاہ غان سے  
 باٹھن کر رہا تھا...“

”بالکل نہیں... میں ہی پوری طرح ان کی طرف متوجہ  
 تھا۔“

”بہت خوب! آپ ہی اپنا پا لکھوادیں... آپ کیا کام  
 کرتے ہیں۔“

”زیارت فوہی ہوں... پکھے نیس کرتا... پنځون پر گزار ایو  
 جاتا ہے مگر کی طرف سے پکھے زمین می ہوئی ہے... پتا ہے... ماذل  
 نی 309۔“

”مگر یہ... دیگر آپ... آپ کا نام۔“

”عقل نہیں... خود نہیں۔“ تیرابول اخدا۔  
 ”کیا مطلب... آپ سے کس نے کہہ دیا... کہ بالد صداقی  
 نے خود نہیں کی ہے۔“ وہ دری طرح چوک اٹھے۔

اس لیے کہ ذہر کی شیشی اور وہ خط ابھی انہوں نے  
 صنانوں اور میزانوں میں سے کسی کو نہیں دلکھائے تھے...“

”میرے سامنے اس نے ذہر کی شیشی منڈ میں الٹی تھی...  
 سا تھج تھی وہ اونڈھے من گر گیا۔“ اس نے کہا۔

”آپ نے اب تک یہ بات تھاں کیوں نہیں۔“  
 ”میں نے سوچا... جب بچھے سے پوچھا جائے گا... تب  
 بتاؤں گا۔“

”بہت خوب! آپ کا نام۔“  
 ”سرہ طافور۔“ اس نے کہا۔

”تو سرہ طافور صاحب... آپ نے انہیں ذہر کی شیشی  
 منڈ میں اللہ دیکھا تھا۔“

”ہاں! بالکل۔“

”اور آپ نے انہیں روکنے کی کہ شش نہیں کی۔“  
 ان کی بات سن کر سرہ طافوری مسکر لیا اور طغیری انداز  
 میں لا۔

”بچھے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ وہ ذہر کھار ہے جس...  
 اس وقت تو یہ محسوس ہوا تھا کہ وہ کوئی دو اپنی رہے ہے۔“

”شادِ حیازی۔ 120 فرخ روزِ جیکیدار ہوں... سڑکیں  
مانے کے جیکے لیتا ہوں...“  
”آپ نے بادرِ صد اُنی کو زہر کھاتے دیکھا تھا۔“  
”بیاں کل نہیں... میں اگرچہ داشاوند خان اور احسان احمد سے  
باتیں تسلی کر رہا تھا... لیکن ان کی باتیں من رہا تھا... اس لیے انہی  
کی طرف دیکھ رہا تھا۔“

”اویز پادرِ صد اُنی... انہوں نے آپ میں سے کسی سے کوئی  
بات نہیں کی تھی۔“

”میں... وہ مکمل طور پر فاموش تھے...“

”آپ تینوں سے بھی انہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔“

”میں... بیاں کل نہیں۔“

”میری... آپ حضرات جا سکتے ہیں... میرا مطلب  
ہے... مہماں ہیں۔“

”میا آپ کے خیال میں یہ قتل ہے۔“

”بہم جائزہ لے رہے ہیں... وہ ملکا ہے... یہ خود کشی  
بہو۔“

”بہت افسوس ہو رہا ہے... بے چارے صد اُنی... کتنے  
اونچے تھے۔“ احسان احمد نے سرد آہ مٹھی۔

پھر وہ چاروں جانے کے لیے مڑ گئے...“

”کیا خیال ہے ان چاروں کے بارے میں۔“ اسپکٹر جسپر

ان کی طرف مڑے۔

”اگر سرمد طافوری کا بیان درست ہے... تب تو یہ سو  
قیصہ خود کشی کا کیس ہے...“ ”محمود ہے لا۔“

”اور اگر اس کا بیان درست نہیں تو؟“ اسپکٹر جسپر بھیشد  
مکرانے۔

”پھر یہ قتل ہے۔“

”لیکن پھر سوال یہ ہو گا... سرمد طافوری کو جھٹ  
ولے کی کیا ضرورت چیز آئی...“

”ہو سکتا ہے... وہ خود قاتل ہے۔“  
”اس صورت میں اس کے پاس قتل کی کوئی وجہ تو ہوئی  
چاہیے... جب کہ ہم دیکھتے ہیں... یہاں قتل کی وجہ سب سے زیادہ  
سردار جمالی کے پاس ہے... کیم بلکہ پادرِ صد اُنی کے مرے کے بعد  
اب حارے کا، دبار کے والک سردار جمالی میں جائیں گے۔“

”میں نہیں... ایسا نہیں ہے۔“ ”محمود نے فوراً کہا۔

”کیا مطلب... کیا نہیں ہے۔“ ”وہ چجے گے۔“

”ان کی بیوہ کا ایک بھائی ہے... ملبد... بہم جب ان کی بیوہ  
ملبد سے ملنے کے لیے گئے... تو وہ بھی وہاں آگیا تھا... اس کی  
 موجودگی میں بہم نے بادرِ صد اُنی کی صوت کی خبر سنائی... تو وہ بہت  
خوش ہوئے۔“

”کیا کہا... خوش ہوئے... لیکن تم لوگوں کے ساتھے۔“

انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ "انہوں نے حیر ان ہو کر پوچھا۔  
"میں نہیں... ظاہر میں انہوں نے رنج کو اور غم پھرے پر  
طاری کر لیا تھا... لیکن ان کی اندر وہی خوشی ہم سے تھی تھی وہ  
سلی... لہذا اب ساری دولت اور کاروبار کا مالک دراصل عابد ہو  
گا... وہ عابد ہ کا پھوٹا بھائی ہے۔"

"ہو سکتا ہے... ایسا ہو... لیکن عابد یہاں نہیں تھا... بلکہ  
کو قتل یہاں کیا گیا ہے... لہذا ہمیں قاتل کو یہاں موجود لوگوں  
میں سے پکڑنا ہو گا... یہ اور بات ہے کہ وہ بیان دے کر اسے ایسا  
گرنے پر عابد نے تیار کیا تھا... مطلب یہ کہ عابد نے یہ کام کی سے  
لیا ہو... تو بھی پہلے اسی کو کر قاتر کرنا ہو گا..."

"تب پھر... وہ کون ہے؟"

"یہ تو میں اس وقت سے سوچ رہا ہوں..."

"میں... کس وقت سے۔" فاروق پڑھا۔

"بلکہ کمر نے کے بعد سے۔" وہ مگر ائے  
اور خاروق کا منعن کیا... محمود اور فرزاد مگر ائے بغیر  
وہ سکے۔

"میرے خیال میں سر... اگر اس لئے تھے تو کیا۔

"ہاں ہاں کمو اکرام... رک کیوں گئے... خیال ظاہر  
کرنے کی عمل آزادی ہے۔"

"تب تو پھر جہشید... میں بھی اس آزادی سے فائدہ

انہاؤں گا۔ "خان رحمان نے قورا کہا۔

وہ ان کا جملہ سن کر مسکرے اور یہ...

"ضرور خان رحمان... کیوں نہیں... رہ کا کس نے ہے۔"

"لیکن پہلے اگر امام صاحب۔" خان رحمان ہے۔

"پاں! اکرام... متاؤ... کیا کہتے گے تھے۔"

"بھارے پاس ایک تحریر موجود ہے... تحریر کے ماہر اور  
اں کو مختول کی ہی تحریر بتاویں... تو اس کے مجرم ہونے میں کیا  
ٹکڑہ جائے گا۔"

"کوئی نہیں۔"

"اور اگر وہ تحریر مقتول کی نہیں ہے... تو..."

"تب پھر اسے قتل کیا گیا ہے... اور تحریر لئنے والا ان  
صماںوں میں ہی موجود ہے۔"

"تو کیوں نہ ہم اس پہلو پر ہی خور کر لیں... ان س

لوگوں سے تحریر کیوں نہ لکھوای جائے۔"

"یہ نجیک رہے گا... "خان رحمان ہے۔

• "پروفیسر صاحب... آپ ذرا سردار بھائی کو یہاں لے  
آئیں... یہ اعلان ہم اُنہی سے کیوں نہ کرائیں۔ ورنہ لوگ ہمیں  
 بلاوجہ گھوڑیں گے۔"

"ہوں... نجیک ہے۔"

پروفیسر داؤڈ سردار بھائی کو لے آئے... سردار بھائی کا

"یہ تمارا کام ہے..."  
 "اچھی بات ہے... میں ان سب سے کہہ دیتا ہوں...  
 اندھیں ان کے لیے محفوظ رکھتا ہوں۔"

"پلٹ انجینئر ہے..."  
 اب سردار جانش پر چڑھ گئے اور یہاں آوازیں لے۔  
 "میرے دوستوں ایک منت کے لیے میری طرف توجہ  
 دیں... آپ سب کو ایک جملہ کاغذ پر لکھ کر دیتا ہے... کاغذ پر اپنا  
 اپنا نام لکھ دیں... جملہ یہ ہے... میں خود کشی کر رہا ہوں۔"  
 "کیا... کیا مطلوب... ہم کیوں کرتے خود کشی۔" "کنی  
 مہمان چلانے۔

"اوہ وہ ایسی بات نہیں... اسکے لئے آپ سے یہ جملہ  
 لکھوانا چاہتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہے جائیں  
 گے کہ یہ معاملہ خود کشی کا تو نہیں۔"

"کیا کہا... یہ... یہ خود کشی کا کیس ہے لکھتے زدہ آوازیں لکھ رہیں۔"

"بالکل ہو سکتا ہے... اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو ہم  
 سب کی پریشانی دور ہو جائے گی۔"

"لیکن اس بھلے سے بھلاکی کیسے معلوم ہو گا۔"

"یہ ان کا کام ہے..."  
 "نجیک ہے... ہم جملہ لکھ کر... یعنی کے لیے تیار ہیں..."

رُنگ اڑا اڑا تھا... ایک تو دعوت کا مزہ خراب ہو گیا تھا...  
 دوسرا سے وہ بھی پوری طرح شک کی روشنی تھے بخوبی زیادہ شک انہی  
 پر تھا۔

"سردار صاحب... سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ  
 کیس خود کشی کا تو نہیں؟"

"لک... کیا مطلوب... کیا یہ معاملہ خود کشی کا بھی ہو سکتا  
 ہے۔"

"ہاں! اس کا زبردست امکان ہے... آپ اگر ہماری مدد  
 کریں تو ہم اس بات کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ خود کشی ہے یا غلط۔"

"اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے... اگر یہ خود کشی  
 ثابت ہو جائے... درست میں تو تمام زندگی خود کو بغیر سمجھتا رہوں  
 گا... اور اب یہ دعوت بھی بھی قیس سے سکون گا۔"

"آپ کو صرف اتنا کرنا ہے کہ ہر مہمان سے ایک جملہ  
 لکھوانا ہے... اور میں... جملہ یہ ہے... میں خود کشی کر رہا ہوں۔"

"لک... کیا مطلوب... یہ کیلائیت ہوئی۔"

"بات میں بعد میں ساؤں گا... آپ ان سے کیس سب  
 لوگ یہ جملہ لکھ دیں اور کاغذ پر اپنا اپنا نام لکھ دیں..."

"اس سے کیا ہو گا۔"

"یہ فیصلہ کہ یہ کیس خود کشی کا ہے یا نہیں۔"

"آخر یہ کیسے معلوم ہو گا۔"

کیوں دوستو۔ ”

”بالکل نہیں...“ تھی آوازِ احمد ریس۔

پھر انہیں کاغذ قلم پہنچا، یہ لگئے... سب نے جملہ کی اندازہ بالکل درست تھا۔

”لا یے... یہ توٹ بک۔“

”لیکن آپ اس کا کرنا کیا چاہے ہیں۔“ عابد نے پوچھا۔

”ہمیں ایک تحریر ملی ہے... ان کی تحریر سے وہ تحریر ملے

کر دیکھنا چاہے ہیں۔“

”اوہ اچھا... یہ یہ میں...“

انہوں نے توٹ بک کو تھوڑا اور اس کی تحریر کے ساتھ

کاغذ والی تحریر کو رکھا... وہ بہت زور سے اچھٹا...“

دونوں تحریریں بالکل ایک جیسی تھیں... ان میں کوئی

فرق نہیں تھا...“

دیا... اکرام نے سب سے کاغذ خود وصول کیے... کوئی لگنے انہیں

چمٹیدنے ہدایت دی تھی کہ ہر کوئی اپنا کاغذ اپنے ہاتھ میں رکھے

اپ وہ سب ایک طرف میوں کریں ڈال کر بندھ کرے... اور ملے

صدائی والے کاغذ کی تحریر سے باقی کاغذوں کی تحریر کو ملاں

گئے... وہ تحریریں ملاتے چلتے گئے، ملاتے چلتے گئے... یہاں تک

کہ تمام کاغذ دیکھ لیے گئے... لیکن کوئی تحریر بھی اس سے د

سکی...“

”محمود... بادھ کے گمرا فون کرو... ان کی دلجم سے کوئی...“

ان کے ہاتھ کی تحریر فوراً اپنے بھائی کے ہاتھ یہاں لے چکر دیں

آخر میں مر نے والے کی تحریر بھی تو ہوتا۔“

”تھی... جی باں... دوستی۔“

پھر عابد وہاں پہنچ گیا... بادھ کے ہاتھ کی تحریر کرو وہ نوٹ

بک اس کے ہاتھ میں چھپی...“

”تو آپ ہیں عابد۔“

”تھی باں! مر نے والے میرے ہمبوئی تھے۔“ اس -

اواس انداز میں کہا۔

انہوں نے فوراً حسوس کر لیا کہ وہ بالکل اواس نہیں

”ہاں! فی الحال یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ خود کشی کا کسی ہے۔۔۔  
لیکن اس بات کا امکان یہر حال ہے کہ اسیں قتل کیا گیا ہو... لہذا  
ہم ہر یہ اطمینان گزیں گے...“  
”وو... وہ کیسے؟“

”وہ ہمارے اپنے طریقے ہیں... ہم ان کی وضاحت نہیں  
کر سکتے، آپ لوگ جانا چاہیں... تو جاسکتے ہیں... لیکن یہ اخیال  
ہے... یہ کھانا بد باد ہو جائے گا... یہ کھا کر جائیں۔“  
”کھانے کو تواب ہی نہیں پاہو رہا۔“  
”توب پھر ہمار صاحب... یہ غریب لوگوں کو بھجوادیں۔“  
”انتے غریب لوگ میں یہ دم کہاں سے ٹلاش  
کروں۔“ وہ کھرا گئے۔

”آپ کھانا کی غریب سنتی میں بھجوادیں۔“  
”ہاں ای یہ لیکر رہے گا۔“  
پھر وہ بہاں سے انک آئے... مگر پہنچنے تو انہیں پہنچ دیکھ  
کر دیکھ بھیتھی نے کہا۔  
”کوئی بات نہیں... ایسا بھی ہوتا ہے۔“  
”کیا مطلب... کیسا ہوتا ہے۔“

”آپ کا خیال یہ تھا کہ کیس قتل کا ہے... لیکن ٹھہر ہو گیا  
خود بھی کا۔“  
”کیا مطلب... آپ کو کیسے معلوم ہوا... آپ توہ بہاں

## → ... آخری بات

جنہیں لجئے تک وہ تحریر کو اور خود سے دیکھتے رہے... پہ  
ان پہلے جو شیخ پر چڑھ دی گئے اور وہاں۔

”بنے دھرات...“ میں مرے والے کی ایک مٹھی سے  
ڈھر کی ایک پیشی ملی ہے...“

”کیا!!“ سب لوگ پلاں۔  
”اوہ، دوسرا مٹھی سے ایک کاغذ ملا ہے... اس پر کہا  
بے، میں خود کشی کر رہا ہوں... آپ سے ہم نے تحریر اسی  
لیے لکھوائی تھی کہ، دکھیں... یہ جلد آپ میں سے کسی نے تو نہیں  
لکھا... سو یہ جلد آپ کا لکھا ہوا ثابت ہیں ہو سکا... پھر ہم نے  
مرے والے کی تحریر مگر سے ملکھوائی... ان کی تحریر اس کاغذ سے  
مل گئی... جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جلد خود مرے والے نے لکھا  
تحاوار انہوں نے خود بھی کی ہے...“

”پہلو پہنچی ہوں!“ سردار بھائی نے خوش ہو رکھا۔

”تی ہاں! یہ کہہ سکتے ہیں۔“ ان پہلے جو شیخ مکرا ہے۔

”آپ نے کیا کہا... یہ کہہ سکتے ہیں۔“

تحصیل نہیں۔ ” محمود نے حیران ہو کر کہا۔  
” میں دہاں نہیں تھی... لیکن کوئی پل پل کی خبریں  
شمارہ تھا۔ ”

” کیا مطلب؟ ” وہ بہت ازور سے اچھے۔ آنکھوں میں  
حیرت دوز گئی۔

” پل پل کی خبریں... کوئی آپ کو دے رہا تھا۔ جب آپ  
لے ان خبروں کو نیپ کیا۔ ” فرزاد چڑائی۔

” میں اتنی حقیقی نہیں... وہ مسکرا گیں۔ ”

” مطلب یہ کہ آپ نے شیپ نہیں کیا ان باتوں کو۔ ”

” میں نے کہا ہے... میں اتنی حقیقی نہیں کیا کام د  
کر سکوں۔ ”

” وہ مارا... آپ کا تو جواب نہیں... ”

” لیکن... اس سے آپ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ ”

” اوہ وہ... آپ پہلے وہ آوازیں سنائیں تو سی۔ ”

” ضرور کیوں نہیں... آئیں۔ ”

” وہاں نہیں اپنے کمرے میں لے آئیں... شیپ انھا کر پہلے  
ہی ریورس کر پھلی تھیں... جانتی تھیں... آتے ہی وہ پہلے ان باتوں  
کو سنبھالنے لگیں گے... ”

” شیپ دیکارڈ سے آوازیں شروع ہو گئیں۔ ”

” سیلو ونکم جیشید بات کر رہی ہیں۔ ”

” ہی ہاں! آپ کون؟ ”

” میں کون! اس یہ نہ پوچھیں... عکس بخط کرنے کا ماہر  
ترین بمحض یہیں۔ ”

” میں بمحض نہیں... آپ کیا کہ رہے ہیں۔ ”

” بمحض دیتا ہوں... سروار جہانی کو تو آپ جاتی ہوں  
گی... آپ کے خادم اور پیچے آج دہاں دعوت میں گئے ہوئے ہیں،  
ان کے ہاں ان کے دوستوں کی سماں دعوت ہے... لیکن آج کی  
دعوت ایک داردات میں بدلت جائے گی... قتل کی داردات میں۔ ”

” یا مطلب؟ ”

” مطلب یہ کہ دہاں ان کے سامنے ایک قتل ہو گا... لیکن  
وہ اس کو خود کشی خیال کریں گے... اور اگر آجا کیں گے... ایسے  
وقت آپ ان کا خوب مقام ازاں کیں گے۔ ”

” ایسا نہیں ہو سکا۔ ”

” کیا نہیں ہو سکا۔ ”

” اول تو وہ قتل کو خود کشی خیال نہیں کریں گے... تمام  
دیگر اتفاقات وغیرہ اگر خود کشی ہی ثابت کر رہے ہوں گے... تب بھی  
بھیوری کی حالت میں خود کشی کیں گے، لیکن اپنے آپ میں وہ کی  
باخس کریں گے کہ یہ ہے قتل... یہ اسے خود کشی کا رنگ دیا گیا ہے...  
اور اول تو وہ آپ کو ایسا کرنے ہی نہیں دیں گے۔ وہ آپ کی  
داردات کو ہا کام نہادیں گے۔ ”

"میں تو مشکل ہے۔" نہیں کر کر میا۔  
"میں مشکل ہے۔"

"بھر نہیں دا اندر رواحیل ہوئے... قتل ہو گیا۔"

"اوہ... تو آپ مجھے قتل ہونے کے بعد یہ فون کر رہے ہیں۔"

"میں اتنا بے وقوف نہیں... کہ اس سے پہلے آپ کو فون کرتا۔"

"اوے کے... اب آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"یہاں کی خبر میں ستانہ... پل پل کی... اب وہ یہ کر رہے ہیں... اب وہ یہ کر رہے ہیں وغیرہ۔"

"خیر نہیں ہے۔"

اور پھر اس کے بعد واقعی وہ ماتیں تھیں... جو انسوں کے دہان کام کیے تھے... مٹی سے زہر ملتا... کاغذ ملتا... خریدنے والانہا... یہ سب خوبیں یعنی تھیں... پھر آوازیں ختم ہو گئیں۔

"یہ فون کر کے اس نے اپنی زندگی کی سب سے بدی حماقت کا ٹوٹ دیا ہے۔"

"لیکن اس نے آخر میں ایک بات اور کہی تھی۔" "عزم بھیڈ نے پریشان ہو کر کہا۔

"اور وہ کیا... کیا تم نے اس آخری بات کو شیپ تھیں کیا۔"

"نہیں... وہ اس نے کچھ دیر بعد فون پر کہی تھی... اس وقت میں نے شیپ کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی..."  
"خبر کوئی بات نہیں... وہ خبر کیا ہے۔"

"کل کے اخبارات اس خبر کو خوب، حموم، عام سے شائع کر رہے ہیں... کہ ان پکڑ جہشید کی موجودگی میں ایسا ہوا اور قتل کے کیس کو خود کشی مددیا گیا... ان پکڑ جہشید نے بھی اس کو خود کشی حلیم کر لیا... جب کہ یہ کیس واضح طور پر قتل کا ہے... اور یہ بیان ہے... محمد اُنی کا قاتل ہی اخبارات کو صحیح رہا ہے۔"

"اوہ ہوا چھا... اس کی طرف سے بیان شائع ہو رہا ہے۔"  
"اس نے تو کیسی بتایا ہے۔"

"بعضی وادی... یہ تو بہت دلچسپ صورت حال ہو گی۔" وہ خوش ہو گئے۔

"سہ ہو گئی... یہ خوشی کی بات بے بھلا۔"

"تب پھر دسم... یہ کس کی بات ہے۔"

"پریشانی کی۔"

"اُنم اوگوں نے اللہ کی مریبانی سے ایسی باتوں سے پریشان ہونا کہب سیکھا ہے۔"

"یہ تو خیر نہیں ہے... لیکن میں جب آپ کے علaf ایسی باتیں پڑھتی ہوں تو بہت پریشان ہو جاتی ہوں۔" انہوں نے کہا۔

وہ پھر چلا اٹھا... اس کی آنکھوں میں انسوں نے خوف ہی  
خوف دیکھا...  
”یادیات ہتاو... کیا نہیں تمیں اگاہ کی ہے۔“ اسپر

جشید نے جھٹا کر کہا۔  
”نہیں نہیں نہیں۔“ فاروق پھر ہوا۔  
”لوہ میں سمجھ گیا... فاروق کے گرامون کی سوئی نہیں  
پر رک گئی... جیسا کہ پرانے زمانے میں ریکارڈوں پر سوئی چلتی  
تھی اور کسی بند سے ریکارڈ خراب ہو جاتا تھا تو سوئی وہیں اٹک جاتی  
تھی اور دہان جو لفظ ہوتا تھا... یادیار میں وہی بنا لی وہیار ہوتا تھا جب  
لٹک کر ہاتھ سے سوئی کو آگے نہیں کر دیا جاتا تھا۔“

”حد ہو گئی... اس قدر بھی تفصیل لی کوئی ضرورت تھی  
بھلا۔“ محمود نے بر اسامت بیایا۔

”اک ضرورت نہیں تھی تو تم مجھے روک دیتے... روکا  
کیوں نہیں۔“

”دوسروں کی بات کا نا ہی تو اپھا نہیں ہے۔“ محمود  
مکر لایا۔

”بالکل محمود...“  
”تو آج سے اس کا ہام بالکل محمود ہے۔“ فرزانہ فرمی۔

”ارے حم... مگر... یہ صاحب کیوں مت نہ چھتے ہیں۔“

”شاید یہ کاہی دیر یاد آکیا۔“ فرزانہ وال اٹھی۔

”جب کہ ہم چاہتے ہیں... آپ بالکل پریشان نہ ہوا  
گریں۔“

”سوال یہ ہے کہ یہ کیس قتل کا ہے... تو اسے ایسا کرنے  
کی کیا ضرورت ہیں آئی... وہ ہمیں کیس چڑا چاہتا ہے۔“

”وہ شنی نور قائل ہے... شنی بھمار نا چاہتا ہے... وہ دنیا کو  
نا چاہتا ہے... کیوں قائل کے ایک کیس کو اسپر بھیڈ بھیڈ قتل قیس کر  
سکے... قائل کا نہیں پلاٹ سکے... میں بارہ صد ایکی قائل زندہ  
سلامت بھیتا یا آئتا اس دنیا میں پھر رہا ہوں... میں شنی کرتا ہوں...  
یہ قتل میں نہ کیا ہے... اسپر بھیڈ بھیڈ نے کرفار کر کے دکھائیں...  
میرا جرم ثابت کر کے دکھائیں...“

”بالکل اما جان... وہ ضرور یہی چاہتا ہے... لیکن سوال تو  
یہ ہے کہ بارہ صد ایکی قائل کون ہے...“

”اب نہیں فون پر ہونے والی اس لکٹکو کو پھر سے غور سے  
ہٹنے ہو گا... اس قدر غور سے کہ کیا کسی بھی کوئی لکٹکو ہٹنے غور سے  
کسی ہو گی۔“

”تن نہیں... نہیں۔“ ایسے میں فاروق مارے خوف کے  
چڑا اٹھا۔

”کیا ہو کیا ہائی... کسی جیز نے کات لیا ہے کیا۔“ محمود  
لے جیر ان ہو کر پوچھا۔  
”نہیں... نہیں... نہیں۔“

"بُخت پر سُتی کا دور رہا کبت نہیں... کیا آج ہوں کو نہیں  
پوچھا جاتا... شارحستان کے لوگ اس قدر ترقی یافتہ دور میں بھی پتھر  
کے ہوں کو پناخ دلانے چاہتے ہیں۔"

"وہ تو دور کی بات ہے... ہندو تو شروع سے ہوں کو  
چاہتے پڑے آرہے ہیں... تم اپنے مسلمانوں کی بات کرو... آج ہل  
اویائے کرام کے مزارات پر لوگ کیا کر رہے ہیں... کوئی  
کسر اخمار کی ہے لاگوں نے... ویجہ کراں ہو جاتے ہے کہ انہی  
اویائے کرام کی تعلیمات کیا ہیں... اور یہ لوگ ان کی تعلیمات  
کے بالکل خلاف کام کر رہے ہیں... افسوس... صد افسوس۔"

"بات فاروق کی ہو رہی تھی اور ہم جا پہنچے، بت پرستی کی  
بات پر... خیر تو کیا اب فاروق مٹانا پسند کریں گے کہ یہ اس نے  
نہیں نہیں کی رہت کیوں لگا رکھی ہے۔" محمود نے جھلائے ہوئے  
امداد میں فاروق کی طرف دیکھا۔

"نہیں نہیں نہیں۔" وہ پھر چلا دیکھا۔

"حد ہو گئی... یعنی کہ... ارے بھائی پکھ آگے بھی کہو۔"  
فرزاد ٹکلا کر دیکھی۔

"فاروق... مار چکھوں گا۔"

"تینھے ہوئے تو آپ پسلے بھی ہیں، لہذا جلد یوں کہیں...  
ماد کھڑا ہوں گا۔" فاروق مسکرا دیا۔

"شکر ہے... تم مسکراۓ نو یہ... کویا یہ نہیں کی

گرہ ان ایکٹھ کھی اور نہیں کوئی بات نہیں سو جھی... نہ تم کسی  
بات سے خوف زدہ ہو۔"

"نہ نہیں... نہیں۔"

فاروق نے حدود رہے خوف کے عالم میں کما... انہوں  
نے اس کی آنکھوں میں واقعی خوف محظوظ کیا اور کانپ گئے...  
کوئی نکد وہ کسی معمولی بات سے تو خوف زدہ ہونے والا تھا نہیں..."

”اُرے بائپ رے۔“ انپکھ جسید اچھل کر کھڑے ہو  
گئے... اب ان کی آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا... وہ یہ کہتے  
ہوئے دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔  
”قاروق نجیک کہہ رہا ہے... دوسرا قتل ہونے والا ہے...  
یا پھر ہو چکا ہے۔“

وہ ان کے چینچے دوڑ پڑے... تمام جمshed مارے جدت کے  
آنکھیں چلاٹے اپنیں اس طرح دوڑ کر جاتے دیکھتی رہ گئیں...  
وہ بلاکی تیزی سے باہر آئے... کار میں بیٹھے اور ہوا ہو گئے۔  
”کیا پہاڑ ہے بھلا۔“ انپکھ جسید پلاٹے۔

”90 گارڈ ان روڈ۔“

ان کی کار تیز رفتاری کے دیکارڈ توڑنے لگی... یہ دیکھ کر  
وہ گھبر اگئے۔

”ہم لوگوں کا خیال نہ لے بھی ہو سکتا ہے... لہذا اس قدر تیز  
پڑنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔“

”لیکن اگر خیال درست ہے... تو پھر ہمیں دہاں اور جلد  
پہنچنا چاہیے... پسلے ہی ہوتے دریہ ہو چکی ہے۔“

آخر انہوں نے بادھ مہماں کی کوئی خی کے سامنے پہنچ کر  
بڑیک لگائے... پھر وہ کار سے اتر کر دوڑ پڑے... رات کے گیارہ  
چر ہے تھے، سرد یوں کے دن تھے... ہو کا عالم طاری تھا... اور  
کوئی غمی معلم طور پر تاریک تھی۔

## → ... قتل کی وجہ

”فاروق اب ہم بہت موہی حد تک خوف زدہ ہو گئے  
ہیں... خوراکیں دو... اب اگر تم نے نہیں کہا... تو میں بہت  
نہیں طرح بیش آؤں گا۔“

”آپ نے کیا کہہ دیا... نہیں طرح...“ محمود کے لہجے  
میں جدت تھی۔

”اس کے نہیں نہیں کے جواب میں کہا ہے۔“

”اوہ اپھا نیج... بیار فاروق۔“

”دوسرا قتل ہونے والا ہے۔“ اس نے کھوئے کھوئے  
انداز میں کہا۔

”بھائی کیوں مذاق کرتے ہو... یہ دوسرا قتل کہاں سے  
پک پڑا۔“

”دوسرا قتل پک پڑنے کی بھی ایک ہی وجہ ہے... یہ  
پک پڑنے کو تو کوئی چیز غمیں پک سکتی۔“

”وجہت تیرے کی۔“ محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ  
مارا۔

"یہ تو ایسا لگتا ہے... جیسے اندر کوئی نہ ہو... کم از کم کوئی ساتھ پڑنے لگا... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی... پائیں باغ کی ویجے اور پر زیر و کا باب ہی بدل رہا ہوتا۔" فرزانہ نے بودا لے کے انداز میں پڑھ کر ہم وسری طرف چھلانگ لگا سکتے ہیں... لیکن آپ کے کلم۔

کندھے پر چڑھ کر دیوار پر چڑھا جا سکتا ہے۔ "دستک دو بھسّ... اگرچہ۔" انہوں نے بے چین ہو کر "چلو... آؤ۔" وہ اے لے۔

مجھوں سے کہا۔ دیوار کے ساتھ لگ کر وہ کھڑے ہو گئے... قاروق ان کے ایک باتھ پر پاؤں رکھ کر... ان کا با تھوڑا کھلاڑ کر کندھوں پر سوار ہو گئی اور پھر دیوار پر چڑھ کیا۔

"ویکھو بھسّ قاروق کہیں اندر کوئی کتاب ہو... اور حرم کوڈو... اور حرم کوڈو... تم پر چھلانگ لگا دے۔" فرزانہ قدر مندانہ انداز میں بھی۔

"اچھا... اللہ والک ہے۔" اس نے کہا۔

پھر اس نے تاریخ کی روشنی باغ میں لہرائی... وہاں کوئی نہ تو نہ تھا البتہ درخت اور بیوے رات کی تاریکی میں خونتاک جن اور دیو محسوس ہو رہے تھے... وہ اللہ کا نام لے کر کو دیا... جلد ہی اس نے گیٹ کھول دیا... اندر کی طرف تالا نہیں تھا... وہ بھی اندر داخل ہو گئے... سوچ کر وہ کو جلاش کر کے انہوں نے اندر اور باہر کے باب جلا دیے... پھر اندر ہوئی حصے کی طرف بڑھے... تھام کو بھی تکمل طور پر خاسوش تھی... وہ ایک ایک کرہ دیکھتے آگئے بڑھے... اور پھر ایک کرے کا دروازہ کھولتے ہی ان

"اگرچہ کیا بایجان۔" قاروق بولا۔

"اگرچہ پسلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے... یاد یہ تھیں نہیں نہیں پسلے نہیں سوچ سکتی تھی۔"

"میں ان حالت میں بھی ہنسی آئی۔"

"میں نہیں... ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔" قاروق مکر لایا۔

مجھوں تھمنی چاہ کا تھا... اندر دوڑ کہیں تھمنی جی بھی تھی... لیکن ایک منت گز نہ لے یہی اندر روشنی نہ ہوئی... نہ کسی کے قدموں کی آہٹ نہیں ہی۔

"مسلسل تھمنی جاؤ۔"

مجھوں نے تھمنی کے ہن پر باتھ رکھ دیا اور انگلی نہ ہٹائی... لیکن اندر پھر بھی کسی کے کان پر جوں تک پڑ رہی۔

"ٹھم کر دیجو... نہیں خود ہی اندر جانا ہو گا... قاروق دیکھو... اندر دا خل ہونے کا کوئی راستا۔"

"میں اچھا۔" قاروق نے فوجرا کا اور دیوار کے ساتھ

کے روشنے کھڑے ہو گئے... عابدہ یعنی محلی کے پچھے سے لٹکی ہوئی۔ "خیر... کوئی بات نہیں... محمود... اکرام کو فون کرو اور دسی کے ساتھ جھول رہی تھیں... رسی کا دوسرا اسرائیل کے فاروق تم تھا و... جسیں کے خیال آیا۔" میں تھا... ان کی زبان اور آنکھیں باہر کو اہل آئی تھیں اور ان "پچھے نہیں کے آگیا... اس اچانک میرے ذہن نے مجھے حالت میں اس کا پھر وہ مدد رہتے تھے تھا کہ ہو گیا تھا... فرش پر ایک سے کہا... اب وہ سر اُنکل عابدہ کا ہو گا... عابدہ کا ہو گا... عابدہ کا ہو گا... میرا نبی پڑی تھی... اُنہیں بھر جھری آئی۔"

"اف مالک... ہمیں لکھی دیتے ہیں ایسا ہے خیال آیا۔" محمود کے "کمال ہے... یہ تمہارا لذت ہے، ہم نجوسیوں کی بات کو کب مانتے ہیں۔" فاروق نے من سے لٹکا۔

"ہمیں نہیں... فاروق کو... ہمیں تو خیال آیا ہی نہیں۔ آنکھیں نہیں نہیں۔" فرزاد مسکرائی۔

"سوال یہ ہے کہ اس کا بھائی عابدہ کماں ہے... اُن پکڑ کو یا فاروق ہم سے دو با تھم آگے نکل گیا۔" محمود۔ جیشید کی آواز نے اُنہیں پچھے نکال دیا... اور ہر محمود اکرام کو خنی واردات من مٹایا۔

کے بارے میں بتا رہا تھا... "بھوہ بھوہ بھوہ بھوہ آگے نکل گیا۔" اُن پکڑ جمیں ہے... اور ہمیں اس کا پہاڑ معلوم نہیں..."

"اے بیاپ، اے... یہ آپ کیا کہ رہے ہیں لا جان... میری اسکی مجال کماں... تو پہ تو پہ۔" وہ نکالاں پہنچنے۔

"تند... یہ نہ کر دو... یہ کام تو کسی کے مر نے پر بھی کر دیا بیاپ رے کا نفرہ اکایا... بھر لاش کو رسی سے اتا رکھیا... اور معمول کر دے... کارہ ایسی شروع ہوئی... ایسے میں فرزاد کی نظر میں اس کے لگے کر دے... بیال تنوچوں کپڑے نہ پھاڑو... گال پر ٹھانچے مارنا بھی انسی کاموں میں شامل ہے۔" اُن پکڑ جمیں نے سخت لمحے میں کہا۔

"سک سوری... خیال نہیں رہا۔" فاروق گھبر اگیا۔ "بادر صاحب کے بعد میں بھی جی کر کیا کروں نکال لیا... اس پر لکھا تھا۔"

گی... خود کشی کر رہی ہوں۔"

"تم ذرا دھرا دھر، الماری و نیر سے ان کی کوئی ڈاڑی  
یا نوٹ بکھاش کرو۔"

"می اپھا... اور... یہ... یہ کیا۔" اپنک فرزان  
پکارا۔

"کیا ہوا... وہ چیز کی۔"

"بادر مہالی کی موت کی خبر سن کر تو یہ دونوں بہت خوش  
ہوئے تھے... اور یہاں لکھا ہے... بادر کی موت کے بعد اب میں  
بھی ہی کر کیا کر دیں گی۔"

"ظاہر ہے... یہ قائل نے لکھا ہے... اور یہ خود کشی لی  
واردات سرے سے نہیں ہے... پس ان واردات نے تواب یہ  
بات بھی ثابت کر دی ہے کہ بادر نے بھی خود کشی نہیں کی... آخر  
اپنی خود کشی کی ضرورت بھی کیا تھی... دولت سے بھیل رہے  
تھے... کوئی پریشان کن مسائل نہیں تھے... نہ پریشانی... یہ بھی  
قتل ہے اور وہ بھی قتل تھا۔"

"اور قائل مزے سے ہم پر ہم رہا ہو گا۔"

"پتا نہیں... کسی کو قتل کرنے کے بعد ہستا تباہی آسمان  
نہیں..."

ایسے میں دروازے کی ٹھنڈی تھیں... وہ زور سے اچھلے... کہ  
یہ کون آگیا..."

"میں میں دیکھوں ابا جان۔"

"نہیں... اس وقت نہ اجا نامنا ہے ہو گا۔"

انہوں نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھے... جو نہیں  
اور دروازہ کھلا، انہوں نے عابد کو دیکھا... اور اس کے پہرے پر  
ہوا بیان اڑ رہی تھیں۔

"یہاں اندر بابر پر یہیں کہاں موجود ہے؟" اس کے  
لپھے میں جھرتے ہی جھرت تھی۔

"آج بیس... بیس آپ کا ہی اختیار تھا... کیا آپ یہیں  
اپنی بیکن کے ساتھ رہتے ہیں۔"

"ہاں بالکل..."

"آپ کرتے کیا ہیں۔"

"کچھ نہیں... والدین نے میرے نام پکھا زمین پھرڈی  
تھی... اس زمین سے میں اپنے اڑاک لیتا ہوں۔"

"اور کچھ سارا آپ کو بیکن لگادی تھا ہوں گی۔"

"جی نہیں... میں اپنی بیکن پر لا جھ نہیں ہٹا... میرے  
ائے اخراجات تھی بھی نہیں..."

"بھر بیال کیوں رہتے ہیں، کیا آپ کے یا اس آپ کا آپاںی  
گھر نہیں ہے۔"

"وہ ہے... تیکن بیکن اور بھائی کے کھنے پر میں یہاں رہتے  
اگا تھا... یہ دونوں خود کو اکیلا اکیلا محسوس کرتے تھے۔"

"اندازہ کی ہے۔"

"وکل صاحب کا نمبر کیا ہے؟"

"آپ کا مطلب ہے... قون نمبر ۴"

"پاں۔ وہ ہے۔"

اس نے قون نمبر بتا دیا۔ ساتھ ہی پریشان ہو گردیا۔

ولیکن یہ کیا ہے... آپ نے مجھے درد اسے پر کیوں روک لیا..."

"ایک منٹ۔" وہ ہے اور موبائل پر وکل کے نمبر طالئے۔

"کیا یہ کام کھوڑو صاحب کا نمبر ہے۔"

"بی باں بالل... آپ کون صاحب ہیں۔"

"ان پلٹز ہی شیء بات کرو رہا ہوں۔"

"فرمائیے... کھوڑو بات کرو رہا ہوں۔"

"عابد صاحب سے بات کرو اس ذرا۔"

"وہ جا چکے ہیں۔"

"تی... کس وقت۔"

"گیارہ بجے کے قریب بیان سے گئے ہیں۔"

"وہ آپ کے پاس آئے کس وقت تھے۔"

"کیوں... نیمات ہے۔" وکل چوٹا۔

"مرہبائی فرمائ کر پہلے یہ بتا دیں... وہ آپ کے پاس کس

"اور اب آپ بہت اکیلے ہو گئے ہیں۔"

"بیاں! بھائی جان کے بعد... واقعی ہم بہت اکیلے ہو گئے ہیں۔"

"مجی نہیں اعتمادہ بخون کے بعد۔ انہوں نے یک دم کہا۔

"کیا مطلب... یہ آپ نے کیا کہا... میری بخون کو کیا ہوا۔"

"آپ کو اچھی طرح معلوم ہے..."

"کیا معلوم ہے... وہ غم سے تمہارا ہیں... میں کہتا چاہتے ہیں ہا آپ۔"

"آپ کیا سے آرہے ہیں۔"

"میں شہر کے مشہور وکل کا علم کھوڑو کے پاس گیا تھا۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"کوئی ان سے ملتے چلا گیا تھا۔ انہوں نے بخانے رکھا۔ اٹھنے میں نہیں دیا۔ اس طرح وہاں کافی دیر لگ گئی۔"

"لتنی دیر؟"

"قریباً چار گھنٹے..."

"اس وقت رات کے سازھے گیارہ بجے ہیں... گویا آپ سازھے سات بجے وہاں چلے گئے تھے۔"

وقت آئے تھے۔

”سات ساڑھے سات بجے شام کے قریب آئے... بات کیا ہے۔“

”ان کی سجن عابدہ نے بھی خود کشی کر لی ہے۔“

”کیا!!“ ادھر فون میں کاظم نکو زور چالایا... ادھر ان کے پاس کھڑا عابدہ جیخا۔

”یاں جتنا... ان کے کمرے میں ان کی لاش محل کے پلے سے الی ہو لی پائی گئی ہے۔“

”اف مالک... نیز کیا ہوا... میں... میں آرہا ہوں۔“ وکیل نے کہا۔

”ضرور آجیں۔“ وہو لے اور فون میں کر دیا۔

”کیا... کیا یہ حق ہے۔“ عابدہ کے منہ سے لٹلا۔

”یاں اندر آجیں۔“

وہ اسے لاش کے کمرے میں لے آئے... وہ بھرت زور سے چھا... اور پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

”نسیں نہیں نہیں۔“ اس کے منہ سے لٹلا۔

پھر اس نے دو توں ہاتھ آنکھوں پر سے ہٹا دیے... انہوں نے دیکھا... اس کی آنکھوں میں ایک آڑہ بھی نہیں تھا... البتہ پھر سے پر ہوا یہاں اور رہی تھیں۔

”بھیں ان کے ہاتھ کی تحریر چاہے...“

”بھی ہیں۔“

یہ کہ کر دو ساری کی طرف بہا اور اس میں سے ایک ساری نکال کر لے آیا۔ انہوں نے ذرا سی میں لمحی تحریر دیتھی... وہ میلکن اس تحریر کے مطابق تھی... جو کاغذ پر لکھی ملی تھی... جو خود کشی کے اعزاز و ادائی تحریر... یہ بھی خود کشی نامہ ہو گئی۔ باہر صہافی کی بھی خود کشی نامہ ہو گئی... عابدہ کی بھی۔“

”ان دونوں کے بعد ان کی ساری دولت اور جاںپیداد کا مالک کون ہے؟“

”ظاہر ہے... میں ہوں گا... اس لیے کہ یہاں جان کی کوئی اولاد نہیں... نہ ان کا کوئی یہاںی... نہ بہن... نہ والدین جنہیں نہ فوت ہو گئے تھے... کویا لے دے کے میں رہ کیا ہوں۔“

”تب تو آپ یعنی محترمے ایک عوامی دولت کے مالک بن گئے۔“

”لیکن یہ دولت کس کام کی... بہن کے بغیر کیا مزاں دولت کا۔“ اس نے منہ سماڑا۔

”ارے باپ رے۔“ ایسے پیس انہوں نے فرزاد کی آواز سنی۔

”کیا ہوا یہ حصہ۔“ ان پرستہ ہمیہ کھبر اگئے۔

”آپ ذر ادھر آجیں۔“

وہ اسیں الگ ایک طرف لے آئی۔

”مجھے ایک خال سوچتا ہے... اگر وہ درست ثابت ہو کیا... تو کیس قتل کا ثابت ہو جائے گا... اور قائل غابہ کے سارے کوئی تھیں ہو سکتا۔“

”یہ تم کیسے کہ سکتی ہو کہ قائل غابہ کے مادہ کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”یہ اس دلیل کی اور اس کی ملی بھت تلقی ہے... صاف ظاہر ہے... بے عدالت میں اتنا مشورہ دلیل بیان دے گا کہ سات ہفت سے گیارہ ہفت تک غابہ سیرے ساتھ رہا ہے تو کوئی عدالت کس طرح اس بیان کو بخدا سکے گی۔“

”بال! یہ بات بالکل ہے سکتی ہے... لیکن کیا تم یہ بات ہٹانے کے لیے ہمیں الگ اس طرف الی ہو۔“

”تھیں... میں نے جان لیا ہے... یہ واردات خود کشی کی نہیں... قتل کی ہے۔“

”اوہ! اچھا... ذرا ہم بھی تو سنیں... وہ کیسے۔“

”خبردار محمود... یہ پھر ہم سے دو ہاتھ آگے لٹکنے کی میاری کر رہی ہے۔“ فاروق بندوں کھلا کر کہا۔

”ہاں لٹاتا ایسا ہی ہے... لیکن ہکھا ہم کیا کر سکتے ہیں... ہم اسے دو ہاتھ آگے لٹکنے سے نہیں روک سکتے... ہاں دماغ لڑا کر نہروں مقابلہ کر سکتے ہیں۔“

”ہااا... جل گئے ہے چاہے۔“ فرزانہ تھی۔

”پسلے کام کی بات...“ انپکٹر جمیعہ نے متھایا۔

”خود کشی کرنے والا اکیا ہوتا ہے... کوئی دوسرا تو اسے خود کشی میں مدد دے سکیں رہا ہوتا۔“

”واہ... بہت زندگی بات تھے کہ لیے یہ ہمیں اس طرف لاٹی ہے... نکال ہے۔“ فاروق نے مذاق اڑایا۔

”لیکن بھتی... ابھی اس کی بات تکمل کب ہوئی ہے۔“ انپکٹر جمیعہ نے جھلا کر کہا۔

”پلو فرزان... کرو تکمل...“

”میں کہہ کر رہی تھی کہ خود کشی کرنے والا اکیا ہوتا ہے... تب خود کوئی کرتا ہے... اب ہم فرض کر لیتے ہیں کہ وہ یہاں اکیلی تھیں... اور ان کا بھائی یہاں نہیں تھا... اب انہوں نے اس میز کو... یہ بڑا لئی پڑی ہے... فرش پر ٹھیک کے نیچے رکھا... اس پر کھڑی ہو گئی اور اس رہی کو ٹھیک پر اچھا۔ اس کا سرا نجیگی آیا... انہوں نے گرد لگائی... میر پر کھڑی ہو گئی اور پھرندہ گئے میں والا... گرد کو گلے ٹک کر دیا... پھر پاؤں مار کر میز کو اٹ دیا... اس طرح ان کے دونوں یاؤں جھوٹنے لگے... اور پھرندہ گئے ہیں پھنس گیا... ان کا سانس ٹھٹھے لگا... وہ مر گئی... اگر یہ معاملہ خود کشی کا ہے تو یا اکل اس طرح ہے اور یہ میز بھی کمائی شروع ہے۔“ فرزانہ یہاں تک کہ کر رک گئی۔

”حد ہو گئی... اب میر بھی کہانیاں سنانے لگی۔“ فاروق  
نے منٹ سایا۔

”لیکن ایسا نہیں ہوا۔“

”خدا کا شکر ہے... میر نے کہانی نہیں سنائی۔“

”یار چپ رہو۔“ اسکلر بیش جھانا گئے۔

”لیا آپ فرزاد کی باتوں میں، لپھی لے رہے ہیں۔“

”پاںِ مجبوڑی ہے... نمل ہونے پر ہی پکھ کر سکوں  
گا...“

”مگر یہ ایسا جان... فاروق کا کیا ہے... اسے تادھرا جرم  
کی باتیں کرنے کے ساتھی کیا ہے۔“ فرزانہ جل گئی۔

”سراسر الزام ہے...“

”ہاں نہیں... لیکن کہا جاسکتا ہے... لیکن تم پسلے فرزانہ کو  
بات پوری کر لینے دو... پھر ضرور اس کی ناگف لیتے رہنا۔“ محمود  
نے مدعا سمدھا گیا۔

”ہاں فرزان آگئے پلو... اگر یہ خود کشی کی واردات ہے تو  
بھر باکل ایا ہے...“

”لیکن یہ خود کشی کی واردات نہیں ہے... اس لیے ایسا  
ضیس ہوا فرزان مسکرا گئی۔

”یہت خوب اوضاحت کرو۔“

”کیا میں اس میر کو سیدھا کر سکتی ہوں... اس کی تصاویر

لی جائیں گے۔“

”پاں بیا اکل۔“

فرزانہ میر کی طرف گئی اور اس کو بالکل عجھے کے نیچے کر

دیا۔

”عابد، صاحب کا قدر مجھ سے پچھا ہے... میں اسکی بھی میر  
پر کھڑی ہو رہی ہوں۔“ یہ کہ کردہ میر پر کھڑی ہو گئی... لیکن  
پچھندہ اس کے سر سے اور پر رہا۔

”ارے ایں کیا۔“ فاروق بول اٹھا۔

”بھی میں دیکھا تھا حتیٰ تھی... اس اوپرچاری سے اگر دھر کی  
سے لٹک رہی تھی... تو اس میر پر تو ان کے پاؤں لگتی نہیں  
رہے تھے...“

”اوہ... اوہ... اوہ...“ ان کے منٹ سے حیرت زدہ انداز  
میں اٹھا۔

”لہذا ساف ظاہر ہے... پسلے اس کا گلا گھوٹا کیا... پھر  
رہی بھائی تھی اور اس پچھے میں اس کی گردن ڈال کر پچھے کے کی  
گڑھ کو کس دیا گیا... اس میر کو اٹھا دیا گیا... تاکہ یہ خود کشی ہی اندر  
آئے... خود کشی کا ذریماں ہرگز انظر نہ آئے۔“

”یہت خوب فرزان... شاندار... تم نے یہ بات دا قی  
ہات کر دی کہ یہ قتل ہے...“ وہ بلند آواز میں پکار دے۔

”وہر کھڑے عابد اور اکرام دنیا ہے نے ان کا جملہ سن لیا۔“

اس سے پسلے دو دلی آوازیں با تمنی کر رہے تھے۔

"میں کیا مطلب؟" وہ پڑائے۔

"آپ بھی نزدیک آ جائیں۔"

وہ نزدیک آگئے... اب جوانوں نے خاصت کی توجہ اچھل پڑے۔

"لذائی قتل ہے... اور اگر یہ قتل ہے تو یہ صوانی صاحب کو بھی قتل کیا گیا ہے۔"

"نہ... نہیں... نہیں۔" عابد بیٹھا۔

"اور سب سے زیادہ شک کی نظر میں آتے جیں مشرع ہے۔"

"لیکن کیوں... میں تو اس دعوت میں تھاںی نہیں... اور یہاں بھی نہیں تھا۔"

"یہی بھیں دیکھا ہے کہ یہ کام آپ نے آخر کیے کیا۔"

"اور ان تحریروں کا آپ کیا کریں گے... بالد صاحب اور عابد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں تو کہ رہی ہیں... کہ ان دونوں نے خود کشی کی ہے۔"

"اگر عابد و صاحب یہے خود کشی کی ہوتی تو اس پھندے کی اوپنجائی... اتنی ہوتی کہ میر پر کھڑے ہونے کے صورت میں پھند اگلے میں ڈالا جا سکتا... لذائیم، کچھ پڑے ہیں کہ پھندہ فرزان کے گلے میں بھی نہیں آیا... جب کہ فرزانہ ان سے لمبی ہے۔"

"کچھ بھی کہہ لیں... ان دونوں داروں اتوں سے میر اور کا

بھی تعلق نہیں۔"

"ہم ابھی مرید تحقیق کریں گے... جب تک معاملہ آئینے کی طرح صاف نہیں ہو جاتا... آپ کو گرفتار نہیں کریں گے... لیکن آپ شر سے باہر ہرگز نہ جائیں... اور گھر تک مدد و در میں... تاکہ ہم جب چاہیں آپ سے پوچھ پکھ کر سسیں۔"

"اپنی بات ہے۔"

"اور اگر آپ نے ادھر ادھر ہونے کی کوشش کی تو آپ کی یہ کوشش فرار ہونے کے بعد خیال کی جائے کی اور آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا۔"

"میں یہ سمجھ رہا... لیکن آپ خدا کے لیے یقین کریں... یہ میں نہیں کیا ہے۔"

اگر یہ کام آپ کا نہیں ہے... تو پھر آپ کو گلر مند ہونے کی ضرورت نہیں... اب ہم ہیں گے۔"

"اس نے جواب میں پچھہ نہ کیا... میں گلر گلر ان کی طرف رکھتا رہ گیا... کار میں چھٹھتے ہوئے انپکھر جوشیدہ نے کہا "نہیں جائزہ لیتا ہو گا... خور کرنا ہو گا... اس بات کا امکان ہے کہ یہ قاتل نہ ہو... لیکن زیادہ امکان یہ ہے کہ یہ قاتل ہے۔"

"اس کے علاوہ بھلا اور کون قاتل ہو سکتا ہے۔"

"دوسرے نمبر پر جو شخص قاتل ہو سکتا ہے۔ وہ ہیں سردار

جہاں صاحب... پلا واقعہ ان کی کو جھی کے لان میں جیش آیا...  
سردار جہاں بارہ صد ایک کے کار و باری شریک ہیں۔ دو توں بارہ کے  
جسے دار ہیں بارے کے مرنے کی صورت میں اب کار و بار کوں چیک  
کرے گا... ایک طرح سے سردار جہاں ہی مالک بن جائیں گے۔  
”نہ نہیں... اس بات کو دل نہیں دانتا۔“

”جب پھر... کیا کوئی تم رے نہر پر بھی قائل ہو سکا  
ہے۔“

”لان میں بارہ کی میر پر بیٹھے ہوئے چار آدمیوں میں سے  
کوئی ایک قائل ہو سکا ہے... لذا ہم پسلے سرمد طاغوری سے  
ملیں گے... کیونکہ تمام مہانوں میں صرف ان کا بیان یہ ہے کہ  
انہوں نے بارہ صد ایک بیٹھی من میں اللہ تیر کھا تھا۔“  
”لیکن ان کے پاس قتل کی وجہ کوئی نہیں... پھر بھی ان  
سے ملتا تو چاہیے۔“ محمود نے کہا۔

”ملتا تو ہمیں دشاد خان، احسان احمد اور شاید نیاز بیگ سے  
بھی پڑے گا... ہو سکتا ہے، ان میں سے کسی کے پاس قتل کی کوئی  
وجہ موجود ہو،...“

”اگر یہ دو قوں دار و اتحیں قتل کی ہیں... جب قائل کے  
پاس وجہ موجود ہے... ارسے... یہ... یہ کیا۔“

فاروق بہت زور سے اچھلا... اس کی آنکھوں میں حیرت  
پھیل گئی۔

## → سامنے کی بات

ان تینوں نے اسے تجدیہ ان ہو کر دیکھا:

”کیا ہوا بھائی... اس بھی طرح توڑ اچھلا کر دو...  
دوسرے ذریحہ تھے ہیں۔“ فرزاد نے بد اسامنہ ملایا۔

”وہ... وہ... وہ مارا۔“ فاروق اور زور سے چلا اٹھا۔

”صد ہو گئی... کیوں ہمیں پر بیان کرنے پر گل گئے ہو...  
کی اور چیز پر تینیں گل سکتے۔“ محمود جھلا کر ہوا۔

”گل تو میں کسی چیز پر بھی نہیں سکتا...“ فاروق مسکرا گیا۔  
”ہمیں... اب تم مسکرا گئی رہے ہو۔“

”بایا بیا...“ اس نے ققصہ لگایا۔  
”اب ققصہ لگانے پر اڑ آئے... کیسی میںڈگی کو زکام ہے  
نہیں ہو گیا۔“

”کم از کم صفر میںڈک تو کھو۔“ محمود پہنسا۔  
”اڑ الو... بھتنا چاہے تھا ق اڑ الو... آج کا دن تھماری  
لکھت کا دن ہے۔“

”آخر کیے... پا بھی تو عپلے۔“

"ارے بھکی... بالکل سامنے کی بات ہے، تعالیٰ میرے سامنے ہے۔"

"نن نہیں... تمہارے سامنے تو میں ہوں۔" انسپکٹر جشید کھڑا رکھے۔

باتی لوگ سکراویے۔

" تعالیٰ اب بالکل میرے سامنے ہے... اور ہم بالکل سامنے کی بات کو بھی نظر انداز کر رہے ہیں۔"

"آخر دہ سامنے کی بات کیا ہے۔" انسپکٹر جشید نے جیز ان ہو کر کہا۔

"کیا واقعی ایجاد ہے... آپ نے اب تک سامنے کی بات کو محسوس نہیں کیا۔"

"میں... ابھی تک میں محسوس کیا۔"

"میں پر تو جان گیا ہوں کہ تعالیٰ کون ہے... لیکن یہ نہیں جان سکتا... قتل کا مقصد کیا ہے۔"

"تم سامنے کی بات بھی متادی... قتل کا مقصد میں متادوں گا۔ یہ مسکرانے۔"

اور پھر فاروق نے سامنے کی بات متادی۔ تینوں زور سے اچھتے۔

"بالکل تھیک فاروق... عد ہو گئی... ہم کبول یہ بات خود نہ سوچ سکے... عقولوں پر پردہ پڑنا اسی کو کہتے ہیں..."

"جب پھر... اب کیا کریں۔"

"اڑے ہاں... اب آپ قتل کی وجہ تائیں۔"

انہوں نے وجہ تاوی... دوسرہ ہاتھ پر مجھوڑ ہو گئے۔

"واقعی... اس کے سوا اور کیا وچ ہو سکتی ہے... خدا..."

اب کیا کرتا ہے۔"

"پسلے ان صاحب کی گھر انی کریں گے تاکہ معاملہ ساف ہو جائے اور جب تم اس پر ہاتھ دالیں... تو وہ یہ نہ کر سکے..."

ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ٹھوٹ نہیں اور یہ کہ ہمیں وہم ہوا ہے۔"

"بالکل تھیک۔"

اب انسپکٹر جشید نے اکرام کو چند ہدایات دیں... پھر دو انہوں کھڑے ہوئے...

"آؤ چلیں... اکرام اپنا کام کرے گا... تم اپنے۔"

وہ دہاں سے نکل کر، شادخان کے پاس آئے... اس نے گرم بوٹی سے ان کا استقبال کیا۔

"تم نے آپ کو زحمت دی۔"

"اکی کوئی بات نہیں۔ وہ مسکرایا۔"

وڑاٹک روم میں پہنچنے کے بعد انسپکٹر جشید وہاں پہنچا۔

"سردار جہانی کے ان میں آپ پہنچے آدمی تھے... جن کی آواز ہم نے سنی تھی۔"

"تھی... تھی بات شاید۔" وہ پریشان ہو کر ہے۔  
"آپ نے کہا تھا... کہ انہوں نے تو ابھی کھانے کی کسی  
جگہ کو ہاتھ نکل ٹھیک لگایا۔" انہوں نے پانی بیجا... اور آپ نے  
بات اس لیے اتنے یقین سے کہ تھی کہ آپ ان کے سامنے بیٹھے۔"

"بات ایک بات ہے... تو پھر۔"

"ذہر اگر کھانے میں نہیں ملایا گیا... پانی کے ذریعے نہیں  
دیا گی تو آخر کس طرح دیا گیا۔"

"کھلا میں کیا نہ سکتا ہوں... یہ جانا تو آپ کا کام ہے۔"

"آپ نے درست کہا... بابر صد اُن آپ کے بافل سامنے  
تھے... در میان میں میر تھی... میر پر کھانا سچا تھا... یہی بات ہے  
ہا۔"

"بافل یہی بات ہے جواب۔"

"آپ کے ساتھ کون نہ کھا تھا... میرا مطلب ہے ساتھ  
والی کڑی پر۔"

"میر سے ساتھ والی کڑی پر شاہد نیازی تھے، ان کے بعد  
سرحد طافری... پھر بابر صد اُنی اور ان کی دوسری طرف احسان  
الحمد..."

"گویا احسان احمد بار صد اُنی کے بائیں طرف تھے اور سرد  
طا فوری واکیں طرف۔"

"بافل تھیک۔"

"کیا آپ نے ان دونوں میں سے کسی کو کوئی حرکت  
کرتے دیکھا۔"

"تھی تھیں... بافل تھیں مجھے تمہیں صرف یہ بات معلوم  
ہے کہ انہوں نے کوئی چیز کھائی تھیں تھی... کہ یہ کہا جائے...  
اُنہیں کھائے میں پیدائی میں زہر دیا گیا ہے۔"

"ہوں تھیک ہے... آپ کا تھیریہ۔" یہ کہ کردہ انہوں کھڑے  
ہوتے..."

"کیا آپ لوگ اب تک کسی نتیجے پر نہیں بیٹھ کے۔"

"بیچ تھا پکے ہیں... مزید اب اطمینان کرو رہے ہیں۔"

"کیا یہ معاملہ خود کوئی کاہے؟"

"نہیں... قتل کا۔"

"ارے باب پرے... کیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ اُنہیں  
میں نے قتل کیا ہے۔"

"ہاں۔" فاروق نے خوراکھا۔

"کیا!!!"

"میں نے کہا ہے... ہاں... اس لیے کہ آپ بخاروں میں  
سے کوئی ایک قاتل ہو سکتا ہے... یا سردار جمالی قاتل ہو سکتے  
ہیں۔"

"لیکن عابد کیوں قاتل نہیں ہو سکتا۔" دلشاہ خان نے

جل کر کما۔

”کیا مطلب... آپ عالیہ کے بارے میں کیا جائیں۔“

”اگر میں سردار جمیل کا دوست ہو سکا ہوں تو کیا بادھ  
حمد اتنی کا صیغہ ہے سکتا۔“

”اوہ... تو آپ ان کے بھی دوست ہیں۔“

”بہت زیادہ... پس سردار جمیل سے زیادہ میں بارے کا  
دوست تھا... ان کے گھر میں الٹا آہا بنا تھا... کیا مجھے... آپ۔“  
اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

”مجھے گئے... تو بھروسہاں آپ کی طاقت عالیہ سے ہوتی ہو  
گی۔“

”باکل... کیوں نہیں... اور میں آپ کو یہ بات یقین سے  
کہ سکا ہوں کہ یہ اگر حق ہے تو یہ کام اس کا ہے... میں نے اس  
کی آنکھوں میں نے چارے بارے بارے کے لیے نظرت ہی نظرت دیکھی  
ہے۔“

”اوہ... اچھا...“

”ہاں میں نے اس بات کا ذکر ایک بار بارے سے بھی کیا  
تھا... انہوں نے جواب میں کہا تھا۔ میں جانتا ہوں... عالیہ مجھ سے  
نظرت کرتا ہے... لیکن وہ میری وجہی کا بھائی ہے... میں اسے اپنے  
گھر میں رکھنے پر بھروسہ ہوں... اسے نکالتا ہوں تو میری وجہی  
ہے اسی ہوتی ہے۔“

”کیا واقعی... انہوں نے یہ بات کی تھی۔“

”باکل کسی تھی... مجھے بھلا جھوٹ ہے لئے کی کیا ضرورت،  
میرا تو اس معاملے سے کوئی تعلق برے سے ہو ہی نہیں سکتا۔“  
اس نے کہا۔

”یہ تو خیر نہیں کہا جا سکتا۔“ قارون سکرایا۔

”کیا مطلب... کیا نہیں کہا بآسانی۔“ اس نے جواب ہو  
کر پوچھا۔

”یہ کہ اس معاملے سے آپ کا کوئی تعلق برے سے  
نہیں ہو سکتا۔“

”تو کیا آپ کے خیال میں میرا اس معاملے سے کوئی تعلق  
ہو سکا ہے۔“

”باکل ہے سکتا ہے...“

”خیر... آپ تعلق ہمہت کر دیجئے گا... میں آپ کو مان  
جااؤں گا۔“

”میر یہ... مطلب یہ کہ آپ کے خیال میں یہ کام اگر کسی  
کا ہو سکتا ہے تو عالیہ کا۔“

”باکل۔“ اس نے فوراً کہا۔

”لیکن جناب... وہ سماںوں میں شامل نہیں تھا... اور وہ  
گھر میں اس کی موجودگی ثابت ہو سکتی ہے۔“

”گھر میں... کیا مطلب... یہ گھر میں موجودگی ثابت نہ  
ہے۔“

گرنے کی کیبات ہے۔"

"اس کی نہن نے بھی خود کشی کر لی ہے... اور خود کشی کرتے وقت وہ گھر میں نہیں تھا... شر کے ایک عشوور دلکش کھوزو کے پاس تھا۔"

"نہیں... نہیں... دہ چلا اٹھا... آنکھوں میں حیرت اور خوف دوڑ گیا۔

"اب آپ کو کیا ہوا؟"

"کھوزو... ایک نمبر کا چار سو جس دلکش ہے۔"

"اگر اس نے آپ کے یہ الفاظ سن لیے تو مقدمہ اور کر دے گا آپ پر۔" فاروق مکرایا۔

"اوہ ماں ایسے تو ہے... خبودہ بیان کماں۔"

"آپ نے شاید سنائیں... دیوبندیوں کے بھی کام ہوتے ہیں۔" "کھوزو ہوں اٹھا۔

"اچھی بات ہے... میں آنکھہ یہ بات منہ سے نہیں کالوں گا... آپ اس سے ذکر نہ کیجئے گا۔"

"ٹھیک ہے... آپ کا ٹھکری... آپ نے ہمیں بہت وقت دیا۔"

یہ کہہ کر وہ انہوں کھڑے ہوئے اب وہ سرحد طائفوری کے گھر پہنچے... اس نے بھی گرم جوشی سے استقبال کیا... اطمینان بے پنهان کے بعد ان پکڑ جشید نے سوال کیا۔

"آپ کو اطلاع مل یکھی ہو گی۔"

"لکھ... کون سی اطلاع؟" اس کے لمحے میں حیرت تھی۔

"بادر صہافی کی بھی عابدہ نے بھی خود کشی کر لی۔"

"نہ نہیں... نہیں۔" دہ چلا اٹھا۔

"ہاں جناب! یہی بات ہے... دعوت کے وقت آپ بھلا بادر صہافی کے کس طرف بیٹھے تھے۔"

"میں ان کے دامنیں طرف تھا..."

"تو آپ نے اسیں زہر کھاتے دیکھا تھا۔"

"ہاں! ایکن میں سمجھا تھا، دو دو اپی رہے ہیں۔" اس نے کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے... آپ کے خیال میں بادر کی موت سے اور عابدہ کی موت سے کے فائدہ پہنچے گا۔"

"بادر صہافی کے سالے... عابدہ کو... اس کے علاوہ اور کے فائدہ پہنچ سکتا ہے بھلا۔" اس نے بر اسلامت میا۔

"اس کے بعد..."

"اس کے بعد کیا؟"

"میرا املاط ہے کہ اگر یہ کام اس کا نہ ثابت ہو تو پھر کے فائدہ پہنچے گا۔"

"یہ کام جس کا بھی ہے... فائدہ تو اسی کو پہنچے گا۔"

”آپ تھیک کرتے ہیں... لیکن آپ میرا مطلب نہیں  
سمجھے۔“ اسپرل جشید سکرا ہے۔  
”میں تھیک بھی کہتا ہوں اور میں آپ کا مطلب بھی نہیں  
سمجھا... یہ کیا بات ہوئی۔“

”ایسا بھی ہوتا ہے۔“ فاروق بول پڑا۔

اسپرل جشید نے اسے گھورا... پھر وہ لے۔

”میرا مطلب تھا... فرش کیا عالیہ کو بام اور ان کی بڑی  
کے قتل کے جرم میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اس صورت میں فائدہ  
کے پہنچے گا۔“

”اوہ... اوہ... اوہ۔“ وہ بڑی طرح اچھلا... آنکھوں میں  
بلاؤ کی حیرت دوز گئی پھر والا۔

”ہاں والقی... یہ تو یہست خوفناک سوال ہے۔“

”اور اس کا جواب بھی اتنا ہی خوفناک ہو گا۔“ فاروق  
مکر لیا۔

”یار تم چپ رہو... یاں تو طافوری ساحب آپ سوال کا  
جواب دیں۔“

”اس صورت میں صرف اور صرف سردار جمالی کو فائدہ  
مہنگتا ہے... کیونکہ یہ پورے کاروبار کا اکیلا مالک ہو گا۔“

”ٹھگری یہ... ہم لوگ بھی بالکل اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔“

”آپ کا مطلب ہے... یہ کام سردار جمالی کا ہے۔“

”میں نے یہ نہیں کہا... یہ کہا ہے کہ اگر ان دونوں  
وارداتوں کے سلسلے میں عابد پھنس جائے تو فائدہ صرف سردار  
جمالی کو پہنچے گا۔“

”اس میں تو کوئی تھک نہیں... لیکن سردار جمالی ایسے  
آدمی نہیں ہیں۔“

”کوئی نہ کوئی تو ایسا آدمی ہے نہ جاتب... جس نے یہ کام  
دکھایا ہے۔“

”لیکن کیوں... معاملہ خود کشی کا کیوں نہیں ہو سکتا۔“

”پہلی بات تو یہ کہ خود کشی کے لیے ایسی تھک نہیں جسی  
جاتی... اگر بیدار صدائی کسی وجہ سے خود کشی کرنا چاہتے تھے... تو یہ  
کام وہ تیارہ اطمینان سے اپنے گھر میں کر سکتے تھے... وہاں انھیں  
روکنے یا چاٹنے کے لیے کوشش کرنے والا بھی کوئی نہ ہوتا... لیکن  
کیا وجہ کہ اس کام کے لیے انہوں نے بھری عقول کو پسند کیا...  
جب کہ خود کشی کوئی اچھا کام نہیں ہے... بھری یہ دوسریں کام ہے...  
خود کشی کرنے والے کی تو نیشن بھی نہیں ہوتی... اور وہ جنم میں  
خود کو ای طرح بلاک کر جاتا ہے گا... جس طرح اس نے دنیا میں  
خود کو شتم کیا تھا۔“

”اللہ اپنارحم فرمائے۔“ طافوری کا تپ گیا۔

”لذادیہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ خود کشی نہیں  
تمی... اور پھر اب تو یہ بات ٹامٹ ہو گئی ہے کہ ان کی بڑی نے بھی

خود کشی نہیں کی... بھدا نہیں قتل کیا گیا ہے..."  
"کیا کہا... یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔"

"پاں... قائل سے دپاں ایک زبردست غلطی ہو چکی  
ہے... جس کا ذکر ہم پھر کسی وقت کر سی گے۔"

"اللہ انہار تم فرمائے... جب تو یہ چار احادیث مارا گیا۔"

"یا پھر زرد جعلی۔" "محروم نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں اگر یہ ان دونوں میں سے کوئی ایک محروم ہے۔"

"ہم اس کیس پر اپنا کام میں فتح کرنے والے ہیں۔"

"میں آپ کی کامیابی کے لیے دعا کو ہوں۔"

"میرے... اب ہم پڑیں گے۔"

یہاں سے وہ احسان احمد کے پاس پہنچے... وہ انسیں دیکھ کر  
مسکرائے، اور وہ لے۔

"میں جانتا تھا... آپ لوگ آئیں گے... یہ معاملہ قتل کا  
ہے... خود کشی کا ہرگز نہیں ہے... میں بدھ مددانی کو اپنی طرح  
جاہتا ہوں... وہ ایسے آدمی نہیں تھے کہ خود کشی کر لیتے... انہوں  
نے تو اپنی ازندگی میں بہت مخت کی... ہر دور کی طرح کام کیا ہے  
... ایسا آدمی بھلا خود کشی کر سکتا ہے۔"

"پاکل نہیں کر سکتا... آپ ان کی دلائیں طرف پہنچ تھے یا  
باہمیں طرف۔"

"میں... ہاں یاد آیا میں باہمیں طرف تھا... کیوں، اس سے

کیا فرق پڑتا ہے۔"

"ہم اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ... خدا چانے

دیں... یہ تائیں گے کہ ہم کس بات کا جائزہ لے رہے ہیں۔"

"تو کیا آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔" اس نے چونکہ کر

ان کی طرف دیکھا۔

"شک کی بات نہ کریں... ہم جب کسی کیس پر کام کرتے

ہیں تو خود پر ہمیں شک کرتے ہیں کہ کسی یہ جرم ہم نے تو نہیں

کیا۔"

"آپ مذاق کر رہے ہیں۔" وہ پہنچا۔

"میں نہیں... کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی کو ہمیں شک

سے مدی خیال نہیں کرتے۔"

"اہے باپ رے... گویا آپ یہ جائزہ لے رہے ہیں کہ

یہ جرم کسی میں نے تھا نہیں کیا۔"

"ہم ہر ایک کے بارے میں یہ جائزہ لیتے ہیں۔"

"خدا... کوئی بات نہیں... آپ ضرور لیں جائزہ۔"

"زہر کی شیشی یا ہم کے دلائیں ملائم تھے میں تھی اور کاغذ بائیں

میں... لذ اگر سر بد طافوری نے اسے شیشی منہ میں لٹھا دیکھا تھا

تو اس کا یہ یہاں درست ہو سکتا ہے... کیونکہ وہ اس کے بائیں باحمد

سے بالکل تزویہ یک تھا۔"

"لیکن اگر یہ بات ہے تو پھر کسی خود کشی کا ہتا ہے۔"

"اور یہ بات ہم مانتے کے لیے تاریخیں... کوئک اس کی دامت عطا یا جو ہی نے خود کشی نہیں کی... جب کہ اس قتل کو بھی خود کشی کا رنگ دیا گیا ہے... اب ظاہر ہے... بہم نے بھی خود کشی نہیں کی اور اس کچھ معلوم نہیں ہے۔" "لیکن آپ ہمارے سوالات کے جوابات تو دے سکتے کہ قتل کو خود کشی کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے..."

"سیرا ہی یہی خیال ہے... یہ دونوں کہیں قتل کے ہیں۔" ہیں۔"

"اور آپ کے خیال میں قاتل کون ہے۔"

"بھٹاکس کیے جان سکتا ہوں۔"

"اس سارے کیس میں سب سے زیادہ شک کی رو میں آتا ہے بادر کا سالا... غایب... کیونکہ اس کی ساری جائیداد کا مالک وہ ہے... اور اس کے بعد شک کی زد میں آتے ہیں سردار بھائی... کیونکہ قتل کے جرم میں اگر سالے صاحب پڑائے گئے تو پھر سردار بھائی ہر چیز کے مالک بن جاتے ہیں۔"

"ارے واه... یہ بات تو پھر آئینے کی طرح صاف ہو جاتی ہے۔" احسان احمد اچھل پڑا۔

"ہاں اللہ آپ کل شام ساتھ سے سردار بھائی کے ہاں آ جائیں... وہاں ہم بھی ہوں گے اور باقی لوگ بھی... ہم مجرم کو بے تقاب کریں گے۔"

"وگویا آپ اسی عینے پر پہنچے ہیں۔"

"اور ہم کس عینے پر پہنچیں... وہ مکرانے۔"

اب وہ شاہد نیازی کے ہاں پہنچے... اس نے اپنی وکیل کر

"اور یہ بات ہم مانتے کے لیے تاریخیں... کوئک اس کی دامت عطا یا جو ہی نے خود کشی نہیں کی... جب کہ اس قتل کو بھی خود کشی کا رنگ دیا گیا ہے... اب ظاہر ہے... بہم نے بھی خود کشی نہیں کی اور اس کچھ معلوم نہیں ہے۔" "لیکن آپ ہمارے سوالات کے جوابات تو دے سکتے کہ قتل کو خود کشی کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے..."

"خبر... پوچھیں..."

"آپ بیز پر کس کے ساتھ ہیئے ہے۔"

"میں سردار طافوری اور دشاد خان کے درمیان تھا..."

"آپ نے اپنی زہری بیشی من میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

"بالکل نہیں۔"

"آپ تھیکیداری کرتے ہیں... انسوں نے پوچھا۔

"میں... میں ہاں... لیکن اس سوال کا مطلب؟"

"آپ سوال کریں... سوال ہمیں کرنے دیں... آپ

کا سردار بھائی سے کیا رشتہ ہے..."

"میں... میرا... کوئی رشتہ نہیں... ہم صرف دوست

ہیں۔"

"تھیکیداری کرنے کے لیے آپ نے ان سے کوئی بڑی

رقم قرض لی تھی۔"

"یہ آپ کو کس نے بتایا..."

"وہ رقم سردار بھال نے اپنے پاس سے نہیں دی تھی...  
بھد خود بیک سے حاصل کر کے آپ کو دی تھی... لذای بات ہم  
سے چھپی نہیں رہ سکتی تھی۔"

"اوہ... اوہ... لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں  
نے انہیں قتل کر دیا ہے... ہرگز نہیں اور پھر اب تو اس کی وجہی کی  
بھی اش مل گئی ہے... صاف ظاہر ہے... یہ جرم اس کے سامنے  
عابد ہے کیا ہے۔"

"ٹھریے اکل شام سات ہے سردار بھال کی کوئی ہم  
سب لوگوں کے سامنے نہیں گئے کہ یہ جرم کس نے کیا ہے...  
آپ کو بھی وہاں آتا ہے... اور آپ نہیں آئے تو پھر ہم آپ کو  
پولیس کے ذریعے ملا جائتے ہیں۔"

"اور میں کیوں نہیں آؤں گا... کیا میرا دماغ خراب  
ہے۔"

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں۔" فاروق پڑتے لا لا۔  
"میں معلوم نہیں۔" اس نے فاروق کو سمجھ دیا... جیسے کچا  
ہی تو چباجاتے گا۔

"یہ کہ آپ کا دماغ خراب ہے یا نہیں۔"

"حد ہو گئی... وہ جھٹا اخفا۔"

"آؤ بھائی جلیں... فاروق بڑوں سے اس طرح نہیں  
بولتے..."

"اور آپ نے آج تک ان کی رقم لو ہی نہیں۔" انہوں  
نے چیزیں اس کا سوال سنا تھیں۔"

"آپ کو یہ بات تناہی کس نے۔"

"کسی نے بھی نہیں۔" وہ سکرائے۔

"تو کیا آپ غیب کاظم جانتے ہیں۔"

"غیب کاظم اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔"

"بھر آپ کو لیے معلوم ہوا؟"

"یہ سردار بھال نے اپنی رقم کا آپ سے مطالبہ کیا بھی۔

"نہیں... بھی نہیں کیا لیکن آپ کو یہ بات تناہی کر

لے۔"

"آپ کو خوف ہے... بھی وہ اپنی رقم کا مطالبہ نہ کر لیں۔  
کیا میں قلم کہ رہا ہوں اور آپ اس پر بیٹھانی میں ہیں... لذات آپ  
نے سچا... بادھ سہانی کو قتل کر دیں... صاف ظاہر ہے... ان  
کے قتل کا شک فوری طور پر سردار بھال پر جائے گا... آپ پر کوئی  
ہش نہیں کرے گا... بھر آپ اس قتل کے جرم سے پہنچنے میں ان کی  
بھدکیں گے... اور ان پر احسان کا ہر چیز لاد دیں... تاکہ پھر وہ  
بھی اپنی رقم کا مطالبہ نہ کریں... وہ رقم جو ایک کروڑ کے رہا  
ہے۔"

"اب میری حیرت اور رہا گئی ہے... آخر آپ تناہ  
کیوں نہیں... یہ باتیں آپ کو کس نے تناہی ہیں۔"

سرے کا پچھہ مارکر گلے میں ڈالا گیا تھا، خود کشی کرنے والا کسی میز پر چڑھ کر پچھے کو گلے میں ڈالا ہے... اور جمر مار کر میز کردا ہے... اس طرح اس کا جسم گلے میں پڑی رہی سے لٹک جاتا ہے... گائھٹ جاتا ہے... یعنی سال ایسا نہیں ہوا... ” آپ کو پہلے بارہ کی خود کشی ڈامٹ کرنا چاہئے تھی۔ ”

سردار جمالی نے منہ بارہ کر کما۔ ” ان کی باری بھی آرہی ہے... اپنک بھم میں سے کسی نے حسوس کیا کہ عابدہ زیادہ لیے قدر کی نہیں ہیں... میری بھی فرزانہ ان سے لے بے قدر کی ہے... اور رہی جو لٹک رہی ہے... اس کا پچھہ اگر گلے میں ڈالا جائے تو پاؤں میز پر آنے چاہئیں... بھی کوئی میز کو ٹھوکر مار سکتا ہے... چنانچہ تحریر کیا کیا... میز تو رہی کے نیچے رکھا کیا... فرزانہ اس پر کھڑی ہوئی اور آپ لوگوں پر سن کر حیرت ہو گی کہ فرزانہ کا سر رہی تک نہیں ہیچ کیا... گا تو دور کی بات ہے... پھر عابدہ کا کارہی تک کیسے پہنچ گیا۔ جب کہ ان کا قدر تو فرزانہ سے چھوٹا ہے... مطلب یہ ہے کہ کہ یہ خود کشی نہیں... قتل ہے... کسی نے اسے پہلے بے ہوش کیا... پھر اس کو اٹھا کر پہلے سے بیکارے گئے پچھے میں اس کا گاہک پھنسا دیا اور اس کو چھوڑ دیا... اگر یہ خود کشی ہوتی... تو پھر اس کا پچھہ میز پر کھڑی عابدہ کی گردن تک آنا چاہیے تھا... لذدا ہمارے پاس وہ رہی موجود ہے... وہ میز بھی حفاظت ہے... اس رہی کی کل لمبائی اتنی یعنی ہے کہ

”اوہ سوری بیا جان۔ ”

”سوری ان سے یو لو۔ ”

”سوری سر۔ ”

”ہوں... کوئی بات نہیں۔ ” اس نے جھاکر کہا اور وہ باہر

نکل آئے۔

”یاد تم ہر ایک پر جعلی چست کرنے لگ چاہئے ہو۔ ”

”آپ سے بھی سوری ہوں تو چکا ہوں۔ ” اس نے منہ

سایا۔

اور وہ مکرا دیے... دوسرے دن شام سات بجے سب لوگ سردار جمالی کے ان میں موجود تھے... وہ سب الپکڑ جسید کی طرف دیکھ رہے تھے... آخر انہوں نے کہنا شروع کیا۔ ” آپ سب کو یہاں اس لیے جمع کیا کیا ہے کہ ہتا جائے... بادھ مدد انی نے خود کشی نہیں کی... نہ ان کی بھی نے خود کشی کی... دو توں کو قتل کیا کیا ہے۔ ”

”اوہ... اوہ... ”

”آپ کے پاس اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ ” عابدہ نے مر اسے منہ بیلایا... اسے بھی یہاں آئے کی دعوت دی گئی تھی۔ ” ہاں! کیوں نہیں... اس بات کا ثبوت بھی ٹیکش کیا جائے گا... ہم جب بادھ مدد انی کے گھر پہنچے... تو عابدہ کی لاش کو رہی سے لٹکے ہوئے دیکھا... اس کا ایک سر اپنچھے میں کسائیا تھا، دوسرے

لائیں۔ ” آپ بالکل غلط سوچ رہے ہیں... مم... میں نے ایسا کچھ  
ہاتھوں سے پھندہ گلے میں ڈال لے... ”  
میں کیا... آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ قتل میں نے کے  
ہیں... بھلا میں کیوں اپنی پاری بھن کو قتل کرتا... اگر یہ میرا  
خصوصی ہوتا تو میں صرف باد کو قتل کرتا... بھن تو پسلے ہی مجھ پر  
بیان چڑھتی تھی... کیا باد بھائی کے مردنے کے بعد میری بھن  
دولت کو مجھ سے دور رکھتی... قسمیں... وہ تو تجوہی کا دروازہ بھول  
آئی اور کہتی... یہ سب تمہارا ہے... میری کون سی اولاد ہے... تم  
میری اولاد کی طرح ہی ہو... ” وہ کہتا چلا گیا۔

” آپ پہلے سن لیں... پھر بات کریں... سردار جمال  
صاحب... باد کے قتل کے بعد تمام کاروبار اب آپ کے ہاتھ میں  
اکیا ہے... اور عابدہ کے بعد اب آپ کے حصے دار عابدین کے  
ہیں... لیکن عابد صاحب ان دونوں کے قتل کے جرم میں گرفتار کر  
لیے جائیں تو یہ ساری دولت کس کی ہوگی۔ ”

” لگ... کیا... کیا مطلب... یہ... یہ آپ کی کہ رہے  
ہیں... میں اپنے دستوں کا یہت اخراج کرتا ہوں... آپ مجھ پر  
اخراج لکھنا جانتے ہیں... کہ یہ دونوں قتل میں نے کیے ہیں... تاک  
ان کے قتل کے جرم میں عابد پھنس جائے تو دولت میری ہو  
جائے... حد ہو گئی... کیا آپ نے مجھے اس قدر لا یعنی پایا ہے۔ ”  
” انسان کو پچھانا یہت مشکل ہے جناب... میں اچھے

دو توں طرف گردگلنے کے بعد بھی کوئی عابدہ ہتنا لہا آدمی خود اپنے  
ہاتھوں سے پھندہ گلے میں ڈال لے... ”

” ن... نہیں... نہیں... ” بھنی لوگ چلا اٹھے۔  
اب ان سب کی آنکھوں میں حیرت ہی گئی...  
” حد ہو گئی... بھکنی واد... یہ ہے سر اغ سانی۔ ” سرمد  
طافوڑی نے تعریف کی۔

” شکریہ جناب بیہت بہت... گویا آپ... اس وساحت کو  
بھے گئے... اور ہم نے یہ بات ٹامٹ کر دی کہ عابدہ نے خود کشی  
نہیں کی... انہیں تو قتل کیا کیا ہے۔ ”

” بھی ہاں بالکل۔ ” سردار جمال نے کھوئے کھوئے انداز  
میں کہا۔

” اب سنخے... اگر عابدہ کا کیس خود کشی کا نہیں ہے... تو  
پھر مادر محمدی کا کیس خود ہو، قتل کا ٹامٹ ہو گیا۔ ”

” کیا مطلب... یہ... یہ کیسے؟ ”  
” اصل مقصد تو صرف باد محمدی کو قتل کرنا تھا... عابدہ  
کو اس لیے قتل کیا گیا کہ جائیداد کے اس وارث کا کائنات بھی بالکل  
جائے اور پوری جائیداد کا مالک صرف اور صرف ایک شخص میں  
جائے۔ ”

” کیا... نہیں... نہیں... ” عابدہ بری طرح چلا اٹھا۔  
” آپ ذرا آرام سے چٹکیں۔ اس قدر زور سے نہ

اچھے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں، بہت بھلے بھالے اور مکالمہ ان  
آنے والے لوگ بھی بعض اوقات قائل نظر آتے ہیں۔"

"اف مالک... کیا... کیا آپ مجھے قائل ثابت کرنے  
پر گرام سا کر آئے ہیں۔"

"ہم لوگ زندگی کی کو قائل ثابت نہیں کرتے...  
قابل ہوتے... ہم صرف اس کو قابل ہاتے ہیں اور صرف اس  
کے خلاف شہادت پیش کرتے ہیں... اس بار کے قابل کی ایک  
نشانی یہ ہے کہ وہ بہت سمجھی خود ہے... اس نے خوب دھندرائی  
اس بات کا کہ ہم لوگ اس کیس کے مجرم کو گرفتار نہیں کر سکتے  
حاں لکھ قتل ہمارے سامنے ہوا ہے... قاتل یہ سمجھی بھارنے  
مطلوب صرف یہ تھا کہ ہم لوگ اس فراغ عابد کو گرفتار کر لیں، اس  
جرم ثابت کر دیں... لیکن قابل سے بہت بھول ہوئی... چلی بات  
تو یہ کہ عابد قتل کے وقت شر کے مشهور دلکش کھوزہ کے پاس  
تھے... دوسری بات یہ کہ قابل صاحب اگر عابد کو پھنسوانا چاہتے  
تھے تو عابد کی کوئی وجہ تو عابد کے آس پاس چھوڑتے..."

"عن شیں... شیں... شیں... شیں... "سردار جمالی چلائے۔  
ولیکن ایسا بھی نہیں ہے... ہمیں وہاں سے کوئی چیز نہیں  
ٹلی... اور اس وقت نہیں سامنے کی ایک بات نظر آئی..."

"کیا مطلب؟"  
"اس کیس میں ایک بالکل سامنے کی بات موجود ہے..."

اس سامنے کی بات کی موجودگی میں ہم قابل کے ساکسی کو گرفتار  
کریں نہیں سکتے... اور اس منصوبے میں یہ سامنے کی بات سب سے  
بروی غلطی تھی... درستہ عابد تو پھر یہ سمجھا تھا... عدالت اس کے  
دوست کی گواہی کو نظر انداز کر دیتی... یہاں کوئی نہیں میں موجود  
ہو جے تو بھی نظر انداز کر دیتی... کیونکہ آج کل ایسے کرائے کے  
قابل ہوتے ہیں۔"

"ہوں... بات تو تھیک ہے... "عابد پہلی بار خوش ہو کر  
ڈالا... جوں لکھیسے مردہ جسم میں جان پڑ گئی۔

"ارے باپ رے... لوگو کو کچھ کرو... اپکل جیشید زندگی  
مجھے قابل ہائے دے رہے ہیں۔" سردار جمالی ڈالے۔  
لیکن ابھی آپ نے یہ نہیں پوچھا... وہ سامنے کی بات کیا  
ہے۔"

"آپ اپنی سامنے کی بات ضرور تائیں... لیکن اس بات کو  
سن لیں... یہ جرم میں نے نہیں کیے۔"

"آپ پہلے سن لیں... پھر فیصلہ ان سب پر اور آپ پر  
پھوڑ دیں گے، ہم۔" اپکل جیشید طڑپہ انداز میں مسکرائے۔

"لان میں جب بابر صفائی میر پر اونچے مد گر گئے...  
یہاں ایک صاحب نے نفرہ لگایا تھا... یہ کہ اسیوں نے بابر صاحب  
کو زہر کھاتے دیکھا ہے... یعنی ٹیکھی من میں اللہ تھے دیکھا ہے... آپ

حضرات کو یاد ہے... یہ کس نے کہا تھا..."

وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھتے گے... لیکن کسی کو  
دن آیا... آخر انپلز جیل نے مکراتے ہوئے کہا۔  
”کم از کم جس نے کہا تھا... اسے تو یہ بات یاد ہوئی  
ہے۔“

”یہیں نے کہا تھا۔“ سرہ طاخوری نے کہا۔

”بالکل صحیح کہا۔“ لیکن جب ہم پر یہ بات بالکل واضح ہو  
گئی کہ عابدہ نے خود کسی نہیں کی... تو یہ بات بھی خود خود واضح  
ہو گئی کہ بادر صد افی نے بھی خود کسی نہیں کی۔ اور جب اس نے خود  
کسی نہیں کی تو وہ زہر کی قیشی کیے من میں الٹ سکتا تھا... لہذا یہ  
آپ کا بحث تھا... صاف اور واضح بحث... اور یہ بحث آپ  
نے اس لیے والا تھا کہ ہم اس معاملے کو خود کسی خیال کر لیں...  
عبدہ کے قتل کو بھی آپ نے خود کسی کارگر کو نہیں کیا... لیکن رہی کے  
کے سلسلے میں مار کھا گئے... آپ نے منصوبہ تو یہ تذمیر  
تر تیب دیا تھا... لیکن اس پورے منصوبے میں رہی کی لمبائی والے  
معاملے میں زرد دست بھول ہوئی اور آپ کو یہ بھی نہیں کہا چاہیے  
تھا... کہ آپ نے بام صد افی کو زہر کھاتے دیکھا ہے... لہذا ہم آپ  
کو اگر قرار کرتے ہیں... آپ ہیں ہمارے مجرم۔“

”کیا!!“ س لوگ بدی طرح چلائے... اب ان کی  
آنکھیں ہمارے حیرت کی پھیل گئیں اور منہ کھلے کے کھلے رہے گے۔  
”ش... نہیں... نہیں...“ اس کے منہ سے مارے

خوف کے نکا۔

”اور وہ حیر ہے... جو دنوں مر تھے والوں کے پاس سے  
ٹھیں۔“ اکرام بول اغا۔

”ہاں!... وہ حیر یہیں کسی ماہر سے کھوائی جائی جیسی...  
پوٹ مارٹم کی روپورٹ نے زہر کی سوتی ران میں لگتے کی کہانی سن  
رہی ہے... ہمارے مجرم نے پسلے زہر کی سوتی بیدر کی ران میں  
چھبوئی، ساتھ ہی زہر کی قیشی اس کے ہاتھ میں تھماوی... اور  
دوسرے ہاتھ میں کاغذ تھماوی... پھر خود اعلان بھی کر دیا... کہ  
انہوں نے بادر کو زہر پیتے دیکھا تھا...“

”اف مالک... لیکن... لیکن... اس نے ایسا کیوں کیا۔“

”ان کا کار و بار بھی... وہی ہے... جو آپ کا ہے... لیکن  
کار و باری دنیا میں آپ ان کی نسبت بہت زیاد و کاملاً بہیں... اس  
جرم سے یہ اور افع عاصل کر سکتے ہے... قتل کے جرم میں گرفتار  
ہو جے تو آپ کا کار و بار تو ہو گیا تھا تھا... دوسرا مقصود جلدنا ہے  
کرتا... جسے مس خدا و اس سے کاہر کرتے ہیں... بلا وجہ جلتے ہیں... ورنہ  
بادر بار وہ فون کیوں کرتے... اور میرا خیال ہے... یہ سارا منصوبہ  
ان کا اپنی تسبیب دیا ہوا نہیں تھا... یہ انہوں نے کسی سے ہوا یا تھا...  
اس کا نام بھی یہ پولیس اسٹینشن چل کر اگل دیس گے... اسے بھی  
گرفتار کر لیا جائے گا... ہمیں ایسے لوگوں کے بارے میں پسلے سے  
اندازے ہیں... معلومات ہیں... لیکن ثبوت نہ ہوئے کیا ما پر ہم

ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے... اب ایسے کم از کم ایک شخص کے بارے میں توثیق مل ہی گیا... بہتر ہو گا... مسٹر آپ اس کا نام ہے ہی دیں۔"

"ہاں اب میں کیا کروں گا... جب کہ... اس کم خاتم کے کمزور منصوبے کی وجہ سے آج میں یہ دن دیکھ رہا ہوں... اپنا معاوقد اللہ اس نے کمر اکر لیا تھا... لہذا اس کا نام ہے کاظم مکھوڑو۔"

"کیا!!" اس بار عابد یہ مت زور سے اچھا... اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"پہلے اس کیس کا بھی قصہ ختم ہوا ہے... ان کیسوں میں میں یہی بڑی بات ہے... جب دیکھو ان کا قصہ ختم ہو جاتا ہے... اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ ادھر ایک کیس ختم ہوتا ہے... تو ادھر دوسری شروع ہو جاتا ہے... ہے کوئی تک۔"

فاروق کے جھائے ہوئے انداز لے ان سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

بگ پیلس لا ٹبر یو ہی  
844854  
ناون سپ لاہور فون